اِنَّہٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَاِنَّہٗ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ کہ

این کتاب باصواب ذخیرۂ ثواب مسمّٰی بہ

الختم الکامل

بالروایات والتصاریح مع عدم الجہر بالبسملۃ فی التراویح

از تالیفات

عالم باعمل و فاضل بے بدل حضرت مولانا عبداللہ شاہ صاحب کرنالی رحمۃ اللہ علیہ

طباعت بار اوّل ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۴ء

طباعت بار دوم ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۹۶۴ء

طباعت سوم ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۹۷۸ء

بسعی خادم سلسلہ جناب صوفی نظام الدین مدظلہ مشہور آفسٹ لیتھو پریس" کراچی میں طبع ہو کر مکان نمبر ۳۸۱/T-کورنگی ۲/۲ کراچی ۳۱ سے شائع ہوئی

(نوٹ) دین کی خدمت کے لیے مندرجہ بالا پتہ پر بلا معاوضہ پیش خدمت ہے

فہرست الختم الکامل

بالروایات والتصاریح مع عدم الجہر بالبسملۃ فی التراویح

(کتبہ محسنہ اظہار)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سبب طبع کتاب

ارباب باشعور اور احباب نزدیک و دور پر واضح ہو کہ میرا ارادہ اس کتاب کے طبع کرانے کا اور خود مصنف کہلانے کا نہ تھا اور نہ کچھ ضرورت اس کے طبع کرانے کی اور شائع کرنے کی معلوم ہوتی تھی کیونکہ ہندوستان میں حفاظ اور قرار حنفیہ سب اسی طرح پڑھتے ہیں کہ تمام قرآن میں ایک جگہ علی الخصوص سورہ اخلاص پر جہر کیا کرتے تھے اور قبل ۵۷ھ ایک استفتار مشاہیر علمار ہند کی مہروں سے مزین ہو کر اس عمل کے موافق شائع ہو چکا ہے اس میں صاف لکھا ہے کہ تمام قرآن میں ایک جگہ جہر سے بسم اللہ پڑھنی چاہیئے جس کو ملتقط کر کے میں نے رسالہ ہذا میں بھی تحریر کر دیا ہے اور یہاں باعث اس تحریر کے مشفقی گرامی منش مولوی حافظ رحیم بخش صاحب مغفور مرحوم ہوئے تھے جو مجھ سے واسطہ تلمذ اور تودد کا رکھتے تھے اور مُلاحسن اور میر زاہد رسالہ و ملا جلال و قاضی وغیرہ کتب معقول حافظ صاحب نے راقم سے پڑھی تھیں قرآن شریف کے حفظ و تجوید میں یہاں لاثانی اور بے نظیر مشہور تھے عرصہ چند سال کا منقضی ہوا بوقت تشریف آوری حافظ سردار صاحب کے ان کو شکوک واقع ہوئے اور شرہ شدہ غلو ہو گیا تو میں نے یہ رسالہ تالیف کیا اور حافظ صاحب کو دکھایا چند سال تک حافظ صاحب اپنے خیالات پر مصر رہے آخرالامر ۱۳ھ حافظ صاحب کے ذہن میں دلائل رسالہ ہذا نقش کالحجر ہو گئے اور ان کو اس امر پر مجبور کر دیا کہ پھر اپنی قدیمی حالت کی طرف عود کر آئے اور جہر بسملہ ہر سورۃ کے اوّل میں جو حافظ صاحب کی تعلیم سے کرنے لگے تھے اس کو چھوڑ دیا اور تمام قرآن میں ایک ہی جگہ جہر کیا اور رسالہ ہذا پر اپنے دستخط کر دیئے اور قصّہ تمام ہوا مگر دریئولا مسمی اکرام حسین

جس نے چند سپارے حافظ صاحب سے یاد کئے ہیں اور ہنوز ختم قرآن شریف کی نوبت نہیں آئی علوم کا تو کیا ذکر ہے صرف اُردو کا کسی قدر لکھنا پڑھنا سیکھا ہے بقول شخصے انگلی کاٹ کر شہیدوں میں داخل ہونا چاہتے ہیں باوجود اسقدر جہل کے مولوی اور مؤلف کے نام سے مشہور ہونا چاہتے ہیں ایک بار "رانڈوں کی شادی" اور "سرمایہ سوہاگن" سے کچھ مضامین اور عبارتیں چرا کر آپ نے ایک رسالہ تالیف کیا میرے پاس تصدیق کرانے کو لائے اور اپنی تصنیف کی ہوئی کتاب بتائی میں نے اُس میں سے کچھ پڑھوایا تو پڑھ نہ سکے لامحالہ میں نے لکھدیا کہ مسئلہ صحیح ہے لیکن مؤلف صاحب خود اس کو پڑھ نہیں سکتے اُس وقت سے ذات شریف کو مجھ سے عناد ہو گیا ہر جگہ مجالس میں مجھکو بُرا کہتے رہے اب ایک رسالہ تالیف کیا جس کا نام اظہار الہدیٰ رکھا جسمیں دل کھولکر راقم کو خوب سب و شتم کیا اور بکمال بے تہذیبی سے کلمات لعن و طعن کے بکے اور دعویٰ کیا کہ وہ کلمات بے تہذیب میرے اس رسالہ کا جواب ہے اور یہ سب غصہ اس کا میرے اوپر اس واسطے ہے کہ بحیثیت دادا اُستاد ہونے کے میں نے اس کے رسالہ بیوگان کی تصدیق کے وقت کس واسطے ان کی تعریف نہ کی بلکہ ان کی لیاقت کا اظہار کر دیا میرے بعض احباب نے اپنی تحریر سے اس کا بارہ جزاءُ سیِّئَةٍ سیِّئَةٌ مثلُہا کرنا چاہا اور بعض نے میری جانب سے اُس پر نالش تک دائر کرنی چاہی میں نے واعرض عن الجاھلین پڑھ کر دونوں کو روک دیا اور وَاِذا مرُّوا بِاللَّغوِ مرُّوا کِرَامًا ٥ پر عمل کیا اللہ تعالےٰ اس کو تھوڑی سی عقل دیدے کہ ناحق اپنی نیکیاں ضائع نہ کرے سبحان اللہ ایسے ایسے شخص ہمارے رسالہ کے رد کرنے والے ہیں جو اپنی تالیف کو خود نہیں پڑھ سکتے چنانچہ بعض احباب کے روبرو وہ اپنا یہ رسالہ بھی نہ پڑھ سکا اور رحمن کو ما اور مِن اور صاحب اور صحابی تک کی خبر نہیں ہے چنانچہ عنوان کتاب میں فرماتے ہیں انظر الی من قال ولا تنظر الی من قال اور صفحہ ۵ سطر ۲۰ میں فرماتے ہیں ابو بکر رازی جو امام ابو حنیفہ کے اکابر اور جلیل القدر صحابی تھے آہ بہت واہ قسمت ایک گالی کی ہوئیں دو تین چار۔ وقت گفتن جب زبان برکلنت اس کے آگئی!! بایں ہمہ اپنی کتاب کے ورق لوح پر اپنی صفت میں تحریر

فرماتے ہیں مولوی حافظ سید اکرام حسین حنفی نقشبندی مجددی نوکلی کرنالی آپ کی مولویت اور حفظ سے اہل کرنال خوب واقف ہیں اور سید لعنتی نہیں ہوتا پھر مجددی نوکلی کا کیوں نام بدنام کرتے ہو ایسے لعنتی کی تو شاہ جی صاحب صورت دیکھنی بھی پسند نہ کریں گے مصرعہ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ خیر اُن کے یہ معاملات تو انگنت ہیں اور مجھ کو ان سے کچھ سروکار نہیں ہے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِہٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْھَا بیت گندم از گندم بروید جو ز جو۔ از مکافات عمل غافل مشو۔ لیکن مجھ کو اس کتاب کے طبع کرانے کی ضرورت معلوم ہوئی کہ نیا[۱] مولوی صاحب نے خدا تعالیٰ کا بالکل خوف نہ کرکے اور روسیاہی آخرت کا کچھ اندیشہ نہ کرکے بعض بعض اقوال محض افترائی جن کا ذکر بالکل میرے رسالہ میں نہیں ہے لکھکر میری طرف منسوب کردیئے اور مجھ کو مخالف اور دشمن حضرت مولانا رشید احمد صاحب اور مولانا عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی کا بتایا اور خوب دل کھول کر گالیاں بکیں اور جناب مولانا و بالفضل مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی مداللہ فیوضہم علی روس المستفیضین و مولوی محبوب عالم کے اپنے رسالہ پر فرضی دستخط کرلئے اور مولوی عبدالرحمٰن مرادآبادی سے چالاکی کے ساتھ دستخط کرالیے اور دیگر بعض میاں جیون کی مثل مسمی محمد و عبدالرحیم و حمیت اللہ و ابراہیم وغیرہ کے نام بھی لکھدیئے جس سے عوام کو دھوکا ہو لاجرم رسالہ ہذا کا طبع کرانا ضرور ہوا تاکہ حقیقت حال منکشف ہوجاوے اور میں نے وہ رسالہ مسمی اظہار الہادی حضرت مولانا و مخدومنا مولوی رشید احمد صاحب مداللہ فیوضہم کی خدمت میں بھیجا تو جس جگہ آپ کے دستخط تھے آپ نے اس کے قریب حاشیہ پر لکھدیا

یہ عبارت بندہ رشید احمد کی ہرگز نہیں ہے یہ الحاق کسی کا ہے یا غلطی سے دوسری جگہ سے منضم ہوگئی فقط واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ اے ظالم ایسے بزرگوار و نیز بہتان باندھا؟ نہیں جانتا ہے لعنت اللہ علی الکذبین مولوی محبوب عالم ہزاروں قسمیں

[۱] یعنی مصداق این قول کے پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل و نیز مصداق کے سوجھے نہ بوجھے نام چراغ

کھاتے ہیں کہ مجھ کو بالکل خبر تک نہیں ہے میرا نام محض فرضی لکھ لیا ہے مولوی عبدالرحمن
صاحب مرادابادی نے جو بے سمجھے رسالہ کی تصدیق کی تھی میں نے ان کے پاس رسالہ
بھیجا اور جناب مولانا صاحب مولوی رشید احمد صاحب کی تحریر دکھائی تو انہوں نے
حاشیہ پر یہ عبارت لکھدی "بندہ نے جو رجماً بالغیب تحریر کیا ہے محض اس مکار
کی تقریر منافقانہ اور مولانا رشید احمد صاحب کی تحریر مصنوعی کے باعث تحریر کیا ہے
ورنہ ہرگز ایسا نہ کرتا انا للہ وانا الیہ راجعون عبدالرحمن مرادآبادی عفی عنہ" سبحان اللہ
میاں اکرام حسبین تم نے مفتی بہت عمدہ تلاش کیئے ہم کو تو تہذیب مانع ہے
تمہارے کلمات لعنت اور ملامت آمیز اپنی نوک قلم و زبان پر نہیں لاتے تمہاری
کتاب میں تمہارے ہی واسطے آخرۃ کا ذخیرہ کر کے چھوڑ دیا ہے لیکن تمہارے قابل
مفتی صاحب تم کو مکار اور منافق بناتے ہیں آئندہ جو کچھ تم کوشش کر رہے ہو اس کے
واسطے ایسے مفتی دنیا بھر کے تم کو نصیب ہوں اور یہ جو عبداللہ بن سبا کا کام کرنا چاہتے
ہو کہ براہان قاطعہ کے مختلف مقامات میں سے عبارتیں چرا چرا کر حضرت مولانا و مخدومنا
مولوی رشید احمد صاحب مد اللہ فیوضہم اور جناب سیدنا و مولانا مولوی عبدالرحمن صاحب
دامت برکاتہم کے مناقب میں تحریر کرتے ہو اور پھر میری تحریر کو اس کے مخالف بنا کر میری
مذمت میں ورق سیاہ کرتے ہو اور اس عمل سے تمہاری غرض یہ ہے کہ حضرتین مخدومین
تم کو اپنا معتقد خاص تصور کریں اور مجھ سے ناراض ہو کر میرے جواب کی طرف متوجہ
ہوں یا ان کے معتقدین کے پاس تمہاری آؤ بھگت ہو یہ تمہارا خیال خام ہے ہرگز تمکو
نصیب نہ ہوگا ہر دو مخدومین مجھ کو اور تم کو خوب جانتے ہیں اور مناقب اُن کے ہم سے
پوچھنا چاہئیں اگرچہ مخدومین میرے خود استاد نہیں لیکن میرے استادوں کے اُستاد
اور مرشد و رہنما ہیں ان کی قدر و منزلت ہمارے سے پوچھنی چاہیئے تو نہ مولویوں میں نہ
طالب علموں میں تجھ کو اس قصہ سے کیا آج اظہار عقیدت مندی کرتا ہے کل یعنی ۱۳۰۱ھ میں
حسب وقت حضرت حجت الاولین فخر الآخرین مولانا مولوی عبدالرحمن صاحب مد اللہ فیوضہم کرنال میں تشریف
لائے تب تم اُن کے ساتھ مباحثہ او تکرار کرانا چاہتے تھے جب میں نے حضرت مولانا کے ادب کے

باعث گفتگو اور بحث کرنیسے انکار کردیا تو تم اور تمھارے استاد حافظ رحیم بخش صاحب مولانا صاحب سے جا اُلجھے اور مولانا صاحب کے ذمہ الزام عجز جواب کا لگا کہ جہر بسملہ کو ترک کردیا تمام ختم کامل کو پڑھ کر شبہہ نہ مٹا اور اس کی ایک حجت مولانا کے آگے پیش کرکے شبہہ بالکل مٹ گیا اور جہر منع ہو گیا اُستاد و شاگرد دونوں تائب ہو گئے اب پھر تمکو اپنے اُستاد حافظ رحیم بخش صاحب سے زیادہ عقل ہو گئی اور ایسی باتیں بنانے لگے حضرت مولانا و مخدومنا مولوی رشید احمد صاحب کے تو خود دستخط میری کتاب پر ہیں بلکہ درحقیقت میری کتاب حضرت مولانا کی مختصر تقریر کی شرح ہے اور حضرت مولانا و مخدومنا مولوی عبدالرحمن صاحب پانی پتی اگرچہ جہر بسملہ کو پسند فرماتے ہیں لیکن وہ خود اہل کمال ہیں جو کچھ فرمادینگے درست فرماویں گے وہ خود محقق ہیں اور جس پہلو پر چلیں مصداق اس بیت کے ہیں ؎

گر بر سر و چشم من نشینی ۔ نازت بکشم کہ نازنینی ٭

اور انکو اس مسئلہ میں ایسا غلو کب ہے کہ خواہ مخواہ اہل اسلام اور عالموں کو بُرا کہتے پھریں لاحول ولا قوۃ الا باللہ ہاں تیرے جھوٹ بولنے سے بعض عوام کو شاید شبہہ واقع ہو جاتا مگر اس کتاب کے شائع ہونیکے بعد تم اپنی ناک خاک میں رگڑو ناک تو خاک میں ملجاوے گی اور کچھ نہ ہوگا قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔ فقط محمد عبداللہ عفی عنہ

سبب طبع ثانی یہ رسالہ الختم الکامل اس سے قبل ۱۵ ۔ نومبر ۱۸۹۴ء مطابق ۱۴ جمادی الاولی ۱۳۱۲ھ میں مطبع شہاب خانی محلہ قاضیان کرنال (حال مشرقی پنجاب) میں طبع ہوا تھا۔ حضرت مولف مخدومنا مولانا عبداللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ نے سبب طبع کتاب کے سلسلہ میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس سے واضح ہوا کہ ۱۳۱۲ھ سے چند سال پیشتر غالباً ۱۳۰۶ یا ۱۳۰۷ھ میں تحقیق مسئلہ پر ایک جامع مضمون حوالہ قرطاس فرما چکے تھے لیکن جب اشاعت کی ضرورت کا احساس ہوا تو دیگر علماء کرام کی تصدیقات کیساتھ نیز اسی مسئلہ پر علماء سلف دہلی کے فتاوی کو ملحق کرکے بصورت موجودہ مرتب فرما کر ۱۳۱۲ھ میں طبع کرا کر شائع کیا۔ چونکہ یہ رسالہ نایاب ہو چکا تھا تو مناسب معلوم ہوا کہ دوبارہ طبع کرکے اسکی افادیت کا تحفظ کیا جائے اسلئے حتی الامکان پوری تصحیح کیساتھ اسکو شائع کیا جا رہا ہے۔

واللہ المستعان ۔ اشتیاق احمد عفی عنہ ۔ دیوبند ۔ ۲۷ رجب ۱۳۸۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ الکریم وعلیٰ الہ واصحابہ وازواجہ واھل بیتہ اجمعین وعلیٰ من یلیہم من التابعین وتبع التابعین علی جمیع اھل العرفان والیقین الیٰ یوم الدین۔

امابعد کہتا ہے بندۂ خطا وار سیاہ کار کمترین خلق اللہ خادم اہل اللہ المسمی بعبد اللہ چونکہ اس جگہ کچھ عرصہ سے یہ چرچا ہے کہ ماہ مبارک رمضان شریف میں تراویح کے اندر ہر ایک سورۃ کے اول میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کو جہر کے ساتھ پڑھتے ہیں اور باوجود اس کے سورۂ فاتحہ جو ہر رکعت میں مکرر آتی ہے اس کے اول میں جہر نہیں کرتے اور بعض صاحبوں کو اب اس میں ایسا غلو ہو گیا ہے کہ جو شخص حسب دستور قدیم حفاظ حنفیہ کے ایک جگہ تمام قرآن میں جہر کرتے ہیں ان کو ختم کامل کا ثواب ملنا نہیں تسلیم کرتے بلکہ ایک سو تیرہ آیتیں ناقص بتاتے ہیں علی الخصوص میرے بعض احباب کے دلوں میں شکوک قویہ واقع ہو گئے لہٰذا اس عاجز نے اس مسئلہ کو علماء رحال اور سلف صالح کی تحریرات وتحقیقات سے ملتقط کر کے صاف صاف اردو زبان میں تحریر کیا اور اللہ تعالیٰ شانہٗ سے امید ہے کہ جس طرح اس نے مجھ کو اس کی تحقیق کی توفیق دی اسی طرح میرے احباب کے شکوک رفع کرے اور وہ خود اس کو قبول فرما وے اور اپنے مقبول بندوں کی نظر میں قبول کرا دے اللہم آمین ثم آمین اور میں نے اس کا نام "الختم الکامل بالروایات والنصاریح مع عدم الجہر بالبسملۃ فی التراویح" رکھا اب معلوم کرنا چاہیئے کہ وہ صاحب دو طرح پر اس مسئلہ کی تقریر کرتے ہیں

چنانچہ اُن کی ہر دو تقریریں اور اُن کا جواب جُداجُدا عرض کرتا ہوں ۔

تقریر اوّل :- یہ ہے کہ اس وقت ہندوستان میں قرارت امام عاصم وحفص کی مروج ہے اور وہ بسملین میں سے ہیں یعنی بسم اللہ کو ہر ایک سورۃ کا جز قرار دیتے ہیں ان کی قرارت کے موافق ہر سورۃ کے اول میں جہر بسم اللہ کا کرنا چاہیئے اور نہیں تو ایک سو تیرہ آیتیں تمام قرآن میں سے کم رہیں گی یعنی ہر ایک سورۃ کے پہلے آیت جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے اور نیز وہ اس فن قرارت کے امام ہیں پس اس میں اُنھیں کی پیروی کرنی چاہیئے ۔

جواب اس کا یہ ہے کہ امام عاصم صاحب روایت کے امام ہیں اور درایت کے نہیں اور روایت سے جہر وجزویت مذکور ہرگز ثابت نہیں ہوتی بلکہ درایت سے ثابت ہوتی ہے پس اُن کی تقلید ہمارے ذمہ لازم نہیں ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ روایت مبسمل کے یہ معنی نہیں ہیں کہ حضرت جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو حکم دیا ہو کہ تم ہر سورۃ کے اول میں بسم اللہ کو بقصد جزویت کے پڑھو یا کہ تراویح میں جہر کرو نہیں بلکہ ہر سورۃ کے اول میں التزام کے ساتھ بسم اللہ کو تعلیم فرمایا اب اس سے یہ کیونکر ثابت ہوا کہ بسم اللہ ہر سورۃ کا جزو ہے اور اس کے ترک کرنے سے ایک سو تیرہ آیتیں متروک ہو جاویں گی یا کہ احتمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو محض تبرکاً پڑھا ہو چنانچہ غیر مبسملین قرا کی روایت اُس کی شاہد ہے کیونکہ اگر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہر سورۃ کا جزو ہوتا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعلیم کے وقت اُس کو ترک نہ فرماتے مولوی عبدالحی صاحب مغفور مرحوم نے تحریر الاصول ابن ہمام سے نقل کیا ہے ۔ وتواتر قراءۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السور بالبسملۃ لا یستلزم کونہا جزءً من السور لجواز کون الافتتاح بہا للتبرک بخلاف الترک فانہ یدل علی انہا لیس منہا

ترجمہ :حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سورتوں کے اوّل میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو پڑھا اس کے متواتر ہونے سے لازم نہیں آتا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہر ایک سورۃ

کا جزو ہے کیونکہ جائز ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو شروع میں تبرک کے واسطے پڑھا ہو بخلاف چھوڑ دینے بسم اللہ کے کیونکہ وہ دلالت کرتا ہے کہ ہرگز بسم اللہ جزو سورۃ کا نہیں ہے ختم ہوئی عبارت تحریر الاصول کی ۔

ہاں اتنا تو ثابت ہو گا کہ بموجب روایت مبسمل کے بسم اللہ الرحمن الرحیم ایک سو تیرہ جگہ تبرکاً پڑھ دینے کا موقع تھا اُس موقع پر نہ پڑھی گئی اگر قاری نے سرًّا و جہرًا بالکل ترک کر دیا اور جو سراً پڑھ لیا اور جہر نہ کیا تو کچھ نقصان لازم نہیں آتا اور نہ مخالفت روایت امام عاصم و حفص کی ہوتی ہے بلکہ مخالفت درایت و اجتہاد عاصم و حفص کی ہوتی ہے کیونکہ انہوں نے قرائن خارجیہ یعنی اخبار و آثار وغیرہ کے ذریعہ سے اس امر کا یقین یا ظن پیدا کر لیا ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ہر سورۃ کا جز ہے اور امور اجتہادیہ میں ہم کو ان کی تقلید کرنی لازم نہیں ہے علی الخصوص ایسے وقت میں کہ انکا اجتہاد برخلاف مذہب امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہے اور کوئی دلیل صحیح صریح ان کے پاس نہیں ہے اور دلائل عدم جہر کی بکثرت اور احادیث صحیحہ معتبر و آثار صحابہ و تابعین موجود ہیں چنانچہ ہدایہ میں ہے فیقرء بسم اللہ الرحمن الرحیم هکذا نقل فی المشاهیر ویسرّهما لقول ابن مسعودٍ اربعٌ یخفیهن الامام و ذکر منها التعوّذ والتسمیة قال فی فتح القدیر رواہ ابن ابی شیبة عن ابراهیم النخعی وایضاً فیه قال بعض الحفاظ لیس حدیث صریح فی الجهر الا وفی اسناده مقال عند اهل الحدیث ولهذا اعرض ارباب المسانید المشهورة الاربعة و احمد فلم یخرجوا منها شیئًا مع اشتمال کتبهم علی احادیث ضعیفة قال ابن التیمیة و روینا عن الدارقطنی انه قال لم یصح عن النبی صلی اللہ علیه وسلم فی الجهر حدیث وعن الدارقطنی انه صنّف کتابًا بمصر فی الجهر بالبسملة فاقسم بعض المالکیة لیعرّفه الصحیح منها فقال لم یصح فی الجهر حدیث وقال الحازمی احادیث الجهر وان کانت ماثورة عن نفرٍ

من الصحابة غیر ان اکثرھا لم یسلم من شوائب وروی الطحاوی وابو عمر بن عبد البر عن ابن عباس الجھر قراءة الاعراب وعن ابن عباس لم یجھر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالبسملة حتی مات فقد تعارض ماروی عن ابن عباسؓ ثم ان صح فھو محمول علی وقوعہ احیانا لیعلمھم انھا تقرء او جب ھذا الحمل صریح روایة مسلم عن انس صلیت خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمرؓ وعثمان فلم اسمع احدا منھم یقرء بسم اللہ الرحمن الرحیم لم یرد انفی القراءة بل السماع للاخفاء بدلیل ما صرح بہ عنہ فکانوا لایجھرون ببسم اللہ الرحمن الرحیم رواہ احمد والنسائی باسناد علی شرط الصحیح وعنہ صلیت خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمرؓ فکلھم یخفون بسم اللہ الرحمن الرحیم رواہ ابن ماجہ وفی مسلم ان رسول اللہ صلعم کان یسر ببسم اللہ الرحمن الرحیم وابابکر وعمرؓ وعثمان وعلیا رضی اللہ عنھم ومن تقدم من التابعین وھو مذھب الثوری وابن المبارک وقال ابن عبد اللہ وابن المنذر وھو قول ابن مسعود وابن الزبیر وعمار بن یاسر وعبد اللہ بن المغفل والحکم والحسن بن ابی الحسن والشعبی والنخعی والاوزاعی وعبد اللہ ابن المبارک وقتادة وعمر بن عبد العزیز والاعمش والزھری ومجاھد وحماد وابی عبید واحمد واسحق وروی ابو حنیفة عن طریق ابن شھاب ابی سفیان السعدی عن یزید بن عبد اللہ بن مغفل عن ابیہ انہ صلیؓ خلف امام جھر بسم اللہ الرحمن الرحیم فناداہ یا عبد اللہ انی صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمرؓ وعثمان رضی اللہ عنھم فلم

اسمع احدًا منهم یجهر بہا۔ انتہی عبارۃ فتح القدیر۔

(ترجمہ) پس پڑھے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو کیونکہ حنفیوں کی مشہور روایتوں میں اسی طرح نقل کیا گیا ہے اور اعوذ اور بسم اللہ ہر دونوں کو پوشیدہ پڑھے کیونکہ ابن مسعود صحابی جلیل القدر فرماتے ہیں کہ چار چیزوں کو امام پوشیدہ پڑھے اور ذکر کیا منجملہ ان کے اعوذ اور بسم اللہ کو ختم ہوئی عبارت ہدایہ کی اسکی شرح فتح القدیر میں لکھا ہے کہ یہ روایت نقل کی ہے ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے اور نیز فتح القدیر میں لکھا ہے کہ حدیث کے بعض حافظوں نے کہا ہے کہ بسم اللہ کے جہر کرنے میں کوئی ایسی حدیث نہیں ہے جسکی اسناد میں بحث نہ ہو اسی واسطے اصحاب سنن اربعہ یعنی ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابوداؤد نے اور امام احمد نے اس سے اعراض کیا اور کوئی حدیث جہر بسم اللہ میں نہیں لائے باوجودیکہ انکی کتابوں میں ضعیف حدیثیں بھی ہیں اور ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ ہم کو دارقطنی سے روایت پہنچی ہے کہ اس نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہر بسملہ میں کوئی روایت صحیح نہیں ہے اور دارقطنی سے روایت ہے کہ اس نے مصر میں ایک کتاب تصنیف کی جہر بسملہ کرنے کے بیان میں پس بعض مالکیوں نے اس کو قسم دی کہ اس میں سے صحیح روایتیں ہم کو بتادے پس کہا کہ جہر میں کوئی روایت صحیح نہیں ہے اور حازمی نے کہا ہے کہ جہر بسملہ کی حدیثیں اگرچہ بہت صحابیوں سے مروی ہیں لیکن وہ اکثر اعتراض سے خالی نہیں ہیں اور طحاوی اور عمر بن عبداللہ سے ابن عباس نے روایت کی ہے کہ بسم اللہ پکار کر پڑھنا گنواروں کی قرأت ہے اور ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بسم اللہ کو پکار کے نہیں پڑھا یہاں تک کہ وفات پائی آپ نے تو یہ حدیث معارض ہے اس کی جو روایت کی گئی ہے ابن عباس سے یعنی جہر کرنے میں تو وہ اگر صحیح پائی جاوے تو محمول ہے اس پر کہ کبھی واسطے تعلیم کے جہر کیا تاکہ مقتدی معلوم کریں کہ بسم اللہ پڑھی جاتی ہے اور اس تاویل کی تعیین یہ بات کرتی ہے کہ مسلم میں حضرت انس سے مروی ہے کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی پس

ان میں سے کسی کو بسم اللہ پڑھتے نہیں دیکھا۔ نہ دیکھنے سے نفی قرأت کا ارادہ نہیں کیا بلکہ نہ سننے کی نفی کی بسبب اخفار کے کیونکہ اس سے بالتصریح روایت آئی ہے کہ بسم اللہ کو پکار کے نہیں پڑھتے تھے روایت کی ہے اس حدیث کو احمد اور نسائی نے ایسی اسناد سے جو موجب شرط صحیح کے ہے اور نیز انس سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ سب اخفا کرتے تھے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے اور صحیح مسلم میں ہے کہ بتحقیق رسول صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ کو پوشیدہ پڑھتے تھے اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم اجمعین اور جو پہلے تابعین گزرے ہیں اور وہی مذہب ثوری کا ہے اور ابن مبارک کا اور ابن عبدالبر اور ابن المنذر کہتے ہیں کہ یہی قول ہے ابن مسعود اور ابن زبیر اور عمار بن یاسر اور عبداللہ بن مغفّل اور حکم اور حسن بن ابی الحسن اور شعبی اور نخعی اور اوزاعی اور عبداللہ بن مبارک اور قتادہ اور عمر بن عبدالعزیز اور اعمش اور زہری اور مجاہد اور حماد اور ابی عبید اور احمد اور اسحٰق کا اور روایت کی ہے ابوحنیفہؒ نے ابن شہاب ابی سفیان سعدی سے یزید بن عبداللہ بن مغفّل سے اس کے باپ سے کہ عبداللہ بن مغفل نے امام کے پیچھے نماز پڑھی تو امام نے بسم اللہ کو پکار کے پڑھا تو اس کو پکارا عبداللہ نے کہ اے بندہ خدا کے میں نے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکر اور عمر اور عثمان کے پیچھے تو میں نے ان میں سے کسی کو بسم اللہ پکارتے نہیں سنا فتح القدیر کی عبارت ختم ہوئی۔

اور بیان کیا ہے عبداللہ بن مغفل کی حدیث کو ترمذی نے اور لفظ اس کے یہ ہیں قال سمعنی ابی و انا فی الصلوٰۃ اقول بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فقال لی ای بنی محدث ایاک والحدث قال ولم ار احدا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان ابغض الیہ الحدث فی الاسلام یعنی منہ قال وقد صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومع ابی بکر و عمر و مع

عثمان فلم اسمع احدا منهم یقولها فلا تقلها اذا انت صلیت فقل الحمد للہ رب العلمین قال ابو عیسیٰ حدیث عبد اللہ بن مغفل حدیث حسن والعمل علیہ عند اکثر اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم منھم ابو بکر و عمر و عثمان و علی و غیرھم و من بعدھم من التابعین و بہ یقول السفیان الثوری و ابن المبارک و احمد و اسحٰق لا یرون ان یجھر ببسم اللہ الرحمٰن الرحیم قالوا و یقولھا فی نفسہ انتھٰی ۔

ترجمہ :۔ کہا میں نماز میں بسم اللہ کو پکار کے پڑھتا تھا میرے باپ نے سن کر کہا کہ اے بیٹے یہ بدعت ہے خبردار بدعت نہ کرنا اور کہا کہ میں نے کسی صحابی کو نہیں دیکھا جو اس سے زیادہ کسی بدعت کو برا جانتا ہو اور کہا کہ میں نے نماز پڑھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کے ساتھ پس ان میں سے کسی کو نہیں دیکھا بسم اللہ کہتے ہوئے تو تو بھی مت کہہ جس وقت تو نماز پڑھنے لگے تو کہہ الحمد للہ رب العلمین کہا ابو عیسیٰ ترمذی نے کہ عبد اللہ بن مغفل کی حدیث حسن ہے اور اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں میں سے انھیں میں سے خلفاء اربعہ ہیںؓ اور سوا ان کے اور صحابی اور تابعی اور یہی قول سفیان ثوری اور ابن مبارک اور احمد اور اسحٰق کا ہے نہیں اجازت دیتے ہیں بسم اللہ کو پکار کر پڑھنے کی کہتے ہیں کہ اپنے دل میں پڑھے ختم ہوئی عبارت ترمذی کی و فی البخاری عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ابا بکر و عمر کانو یفتحون الصلوٰۃ بالحمد للہ رب العلمین ۔

ترجمہ :۔ بخاری شریف میں ہے انسؓ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر نماز شروع کرتے تھے الحمد للہ رب العلمین کے ساتھ ۔

اور صحیح مسلم کے لفظ یہ ہیں عن انس قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وابی بکر و عمر و عثمان فلم اسمع احدا منھم یقرأ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ترجمہ انس رضؓ سے روایت ہے کہ تحقیق میں نے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رضؓ کے ساتھ تو کسی کو نہیں سنا بسم اللہ پڑھتے ہوئے اور دوسرے طریقہ میں اس طرح بیان کی ہے قال صلیت خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر و عمر و عثمان فکانوا یستفتحون بالحمد للہ رب العلمین لا یذکرون بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فی اوّل قراءۃ ولا فی اٰخرھا ترجمہ کہا ہیں نے نماز پڑھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رضؓ کے پیچھے تو وہ شروع کرتے تھے نماز کو الحمد للہ کے ساتھ نہیں ذکر کرتے تھے بسم اللہ کو اوّل میں اور نہ آخر میں اور ابو داؤد وغیرہ نے بھی اس حدیث کو بیان کیا ہے اور نیز ابوداؤد میں عائشہ صدیقہ رضؓ سے نقل کیا ہے قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفتتح الصلوٰۃ بالتکبیر والقراءۃ بالحمد للہ رب العلمین۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع کرتے تھے نماز کو تکبیر کے ساتھ اور الحمد للہ رب العلمین کے ساتھ اور اس کے موافق ہے حدیث ابوہریرہ کی قسمت الصلوٰۃ الحدیث ان روایات سے لازم آتا ہے کہ بسم اللہ فاتحہ کا جزو نہیں ہے اور ظاہر ہے جبکہ فاتحہ کا جزو نہیں ہے تو اور سورتوں کا بھی نہیں ہے اور اسی واسطے علماء حنفیہ کا اختلاف سورۂ فاتحہ کے اول بسم اللہ پڑھنے کے جواز میں نہیں ہے بلکہ وجوب میں ہے بعض علماء واجب کہتے ہیں اور بعض نہیں اور دوسری سورتوں کے اوّل میں پڑھنے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ سراً پڑھے اور بعض کہتے ہیں کہ نہ پڑھے اور کوئی خصوصیت تراویح وغیرہ کی اس میں نہیں ہے پس تراویح میں جہر بسملہ نہ کرنیوالوں کا ختم ناقص بتانا دعوئی بلا دلیل اور محض سخن پروری ہے جس سے لازم آتا ہے کہ خود ان کی تمام عمر کی نماز فرائض و تراویح و ہ سب فاسد ہو گئے کیونکہ وہ بسم اللہ کا جزو ہونا ہر ایک سورۃ کو

واسطے مانتے ہیں خواہ فاتحہ ہو یا غیر اسکا اور باوجود اُس کے سوا تراویح کے کسی نماز میں بسم اللہ کو جہر سے پڑھتے بلکہ تراویح کی ہر ایک رکعت میں جو فاتحہ پڑھتے ہیں اس وقت بھی بسم اللہ نہیں پڑھتے تو ہر ایک رکعت میں ایک آیتہ سورۂ فاتحہ کی ترک کرتے ہیں یہ بالکل خلاف منشا امام عاصم اور امام ابوحنیفہ رضؓ کے ہے کیونکہ اگر تقلید امام عاصم جہر کرتے ہیں تو سب جگہ جہر کرنا چاہیئے اور جو تقلید امام ابوحنیفہ کے جہر ترک کرتے ہیں تو سب جگہ ترک کرنا چاہیئے **تقریر دوم** یہ ہے کہ قرأت سبعہ بجمیع اجزائہ مع اختلاف اللغات والحرکات والسکنات از قبیل متواترات اور بہیئت کذائی ہر ہر روایت کے موافق اتباع واجب ہے اور کسی نوع کا تصرف اس میں جائز نہیں ہے اور منجملہ دیگر الفاظ مختلفہ کے لفظ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی ہے تو جس طرح دیگر الفاظ میں اتباع ائمہ سبعہ کا لازم ہے اسی طرح تالیانِ روایت مبسملین کو اتباع مبسلین کا لازم ہے اور چونکہ اُنھیں کی نقل سے ہم کو قرآن کی قرآنیت معلوم ہوئی ہے اگر بعد ان کے نقل متواترہ کی اجزاء قرآن کی قرآنیت کے واسطے اور کسی دلیل کی ضرورت باقی رہی تو ہر ایک آیت کو قرآن کا جزو ثابت کرنے کے واسطے سخت مشکل واقع ہو گی پس جسطرح دیگر آیات کی جزویت بھی محض نقل متواتر قرأ سے ثابت ہے اسی طرح بسم اللہ کی جزو آیت بھی محض نقل متواتر قراء سے ثابت ہے اس کے مقابلہ میں اخبار اور آثار کا پیش کرنا بے فائدہ ہے پس اگر باوجود اخذ روایت مبسمل کے تراویح میں ہر ایک سورۃ کے اول میں بسم اللہ کو جہراً نہ پڑھا جاویگا تو ضرور ایک سو تیرہ آیتوں کا سماع کم ہو جاوے گا اور ختم کامل کا ثواب ہرگز نہ ہو گا **جواب** اس کا یہ ہے کہ بسم اللہ کی جزویت میں تواتر کا دعویٰ ممنوع ہے اور قیاس اس کا دیگر الفاظ پر قیاس مع الفارق ہے امر اوّل تو اس واسطے کہ اگر جزویت بسم اللہ کی بطور تواتر کے ثابت ہو تو یہ مسئلہ قطعی ہو جاوے ظنی اور اجتہادی نہ رہے پھر اختلاف ائمہ سلف کا بطور اجتہاد کے کیونکر ہو حالانکہ خلفاء اربعہ اور دیگر صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین بلکہ تمام امت آج تک اس کی جزویت و عدم

جزویت میں اختلاف کر کے اخبار وآثار سے استدلال کرتے رہے ہیں مولوی عبدالحی صاحب مغفور مرحوم نے اپنی کتاب احکام القنطرہ میں جزویت وعدم جزویت بسم اللہ میں نو قول بیان کیے ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی دعویٰ جزویت کا علی سبیل القطع والتواتر نہیں کرتا اور امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں بیان فرماتے ہیں واعلم ان هذه المسئلة تشتمل علی ثلث مسائل احدها ان هذه المسئلة هل هی مسئلة اجتهادية حتى يجوز الاستدلال فيها بالظواهر والاخبار الاحاد وليست من المسائل الاجتهادية هل هی من المسائل القطعية وثانيها ان بتقدير انها من المسائل الاجتهادية فما الحق فيها وثالثها الكلام فی انها تقرأ بالاعلان او بالاسرار فلنتكلم فی هذه المسائل الثلاث المسئلة الخامسة فی تقرير ان هذه المسئلة ليست من المسائل القطعية وزعم القاضی ابوبكر انها من القطعية قال والخطاء فيها ان لم يبلغ الى حد التكفير فلا اقل من التفسيق واحتج عليه بان التسمية لو كانت من القران لكان طريق اثباته اما التواتر والاحاد والاول باطل لانه لو ثبت بالتواتر كون التسمية من القران لحصل العلم الضروری بانها من القران ولو كانت كذلك لامتنع وقوع الخلاف بين الامة والثانی ايضاً باطل لان خبر الواحد لا يفيد الا الظن انتهى ملخصاً۔

جاننا چاہئے کہ تحقیق یہ مسئلہ مشتمل ہے تین مسئلوں پر ایک اُن کا یہ ہے کہ تحقیق یہ مسئلہ کیا وہ اجتہادی ہے تاکہ جائز ہووے اس میں استدلال پکڑنا ادلہ ظاہرہ اور اخبار احاد سے یا نہیں ہے مسائل اجتہادیہ سے بلکہ وہ مسائل قطعیہ سے ہے اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ درصورت مسئلہ اجتہادی ہونے کے اس میں تحقیق کیا ہے اور تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ اُس کو پکار کر پڑھنا چاہئے

یا پوشیدہ سے تو ہم ان تینوں مسئلوں میں گفتگو کریں گے مسئلہ خامسہ یہ ہے کہ تحقیق یہ مسئلہ نہیں ہے مسائل قطعیہ سے اور نہ زعم کیا ہے قاضی ابو بکر باقلانی نے کہ تحقیق وہ مسائل قطعیہ میں سے ہے اور کہا قاضی ابوبکر نے کہ اس مسئلہ میں خطا کرنی اگر حد کفر تک نہ پہنچا وے گی تو فاسق بنانے سے کمتر نہیں ہے اور دلیل یہ لایا ہے کہ اگر بسم اللہ قرآن میں سے ہوگی تو ثبوت اس کا یا تو تواتر سے ہوگا اور یا احاد سے اور اول باطل ہے اس واسطے کہ اگر ثابت ہو بسم اللہ کا قرآن میں سے ہونا تواتر کے ساتھ تو ضرور علم ضروری اس بات کا ہو کہ وہ قرآن میں سے ہے اور جو ایسا ہونا تو اس بارہ میں امت میں اختلاف نہ ہونا اور ثانی بھی باطل ہے کیونکہ خبر واحد کی نہیں فائدہ دیتی ہے مگر ظن کا ۱۲

حاصل کل تحقیق کا یہ ہے کہ جزویت و عدم جزویت ہر دو قطعی نہیں ہیں لیکن بوجہ اخبار و ادلہ قیاسیہ کے دیگر شافعیوں کی طرح وہ[1] بھی قائل جزویت کے ہوئے ہیں اور بہت احادیث جزویت کی بیان کی ہیں جن کا جواب حنفیوں کی طرف سے مولوی عبدالحی صاحب نے احکام القنطرہ میں دیا ہے اور نیز اس میں شہاب کی تقریر بیضاوی کے حاشیہ سے نقل کی ہے اس طرح وفقه المقام ما ذكره الشهاب في حواشي تفسير البيضاوي من ان الاختلاف بين الحنفية و الشافعة في هذا المقام مبني على الخلاف الاصولي وهو انه يكفي فيما نحن فيه الظن ام لا فاختارت الشافعية ان التواتر القطعي انما يشترط في ما ثبت قرأنا على سبيل القطع فاما ما ثبت قرأنا على سبيل الحكم فيكفي فيه الظن كما في ما نحن فيه ومعنى كونه على سبيل الحكم ان له حكم القران من الكتابة بين الدفتين و وجوب القراءة كما حققه الغزالي وغيره من محققي الشافعية و ذهبت الحنفية الى ان كل ما يسمى قرأنا لا بد فيه من القطع و

[1] یعنی امام فخر الدین رازی ۱۲

التواتر فی نفسه و محله کما فی سورة النمل وبین السور لیس کذلک والیه مال القاضی ابوبکر الباقلانی وشنع علی الشافعیة تشنیعا بلیغا فحیث انتفی ذلک انتفت القرانیة ولو حکما ولذا عرفوا القران بانه المنقول بین دفتی المصاحف تواترا واختاره ابن الحاجب وغیرہ من المالکیة والشافعیة ایضا مختلفون فیه فاحفظ هذا الفقه فانه فقه جلیل وفی کتب الاصول له زیادة تفصیل انتهی -

ترجمہ اور دانائی کی بات اس مقام میں وہ ہے جس کو ذکر کیا ہے شہاب نے تفسیر بیضاوی کے حاشیہ میں اس طرح کہ اس مقام میں حنفیوں اور شافعیوں کا اختلاف ایک مسئلہ اصولی کے اختلاف پر مبنی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس مسئلہ میں ظن کافی ہے یا نہیں تو شافعیوں نے اختیار کیا ہے کہ تواتر قطعی اس جگہ شرط ہوتا ہے جس کا قرآن ہونا علی سبیل القطع ہو لیکن جس کا قرآن ہونا علی سبیل الحکم ثابت ہو تو وہاں ظن بھی کافی ہے جیسا کہ اس مسئلہ میں، اور علی سبیل الحکم کا یہ مطلب ہے کہ دفتین کے درمیان لکھنے کے واسطے اور نمازمیں پڑھنے کے واسطے اس کے قرآن ہونے کا حکم ہے امام غزالی وغیرہ محققین شافعیہ نے ایسا ہی ذکر کیا ہے اور علماء حنفیہ اس طرف گئے ہیں کہ جس چیز کا نام قرآن رکھا جاوے تو وہ اپنی ذات میں اور اپنے محل میں تواتراً ثابت ہوگی جس طرح کہ سورۂ نمل میں ہے اور سورتوں کے درمیان میں ایسا نہیں اور اسی طرف مائل ہوئے ہیں قاضی ابوبکر باقلانی اور شافعیوں کو بہت بُرا کہا ہے پس جب نہ ہوا تواتر تو نہ ہوا قرآن اگرچہ حکما ہو اور اسی واسطے علماء نے تعریف کی قرآن کی اس طرح کہ وہ منقول ہے مصحفوں کے دو دفتوں میں نقل متواتر سے اور اسی کو اختیار کیا ہے ابن حاجب نے اور اس کے سوا مالکیوں نے اور شافعی بھی مختلف ہیں اس میں پس یاد رکھو اس فقہ کو تحقیق یہ فقہ جلیل ہے اور اصول کی کتابوں میں اس کی بڑی تفصیل ہے

اب غور فرمانے کی جگہ ہے کہ یہاں ائمہ سلف سے تصریح موجود ہے کہ یہ

مسئلہ اجتہادی ہے قطعی نہیں اور اختلاف امت کا اس کی جزویت و عدم جزویت میں منادی باعلی الصوت اور مظہر کالشمس فی نصف النہار ہو رہا ہے کہ اس کا ثبوت بالتواتر نہیں ہے بلکہ یہ مسئلہ اجتہادی ہے اور احادیث صحیحہ و آثار قویہ بموجب مذہب امام اعظم ابو حنیفہؒ کی عدم جزویت اخفاء بسملہ میں وارد ہوئے ہیں چنانچہ مذکور ہو چکی علاوہ اُن کے جس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے عبداللہ بن عباس نے دریافت کیا تم نے کس واسطے سورہ انفال کو جو مثانی میں سے ہے براءۃ کے ساتھ ملا دیا اور اُن کے درمیان میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو نہ لکھا تو جناب جامع القرآن حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے یہ جواب دیا کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر کئی سورتیں نازل ہوتی تھیں اور آپ کاتبان وحی سے ارشاد فرماتے تھے کہ ان آیات کو فلاں سورۃ میں لکھو اور ان کو فلاں سورۃ میں اور انفال شروع مدینہ میں نازل ہوئی اور براءۃ اخیر میں اور دونوں کا قصہ یکساں تھا پس میں نے سمجھا کہ یہ اس میں سے ہے اور وفات پائی حضرت نے اور نہ فرمایا کہ یہ اس میں سے ہے پس اسی واسطے میں نے دونوں کو قریب قریب لکھا اور درمیان میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ لکھی اس سے صاف ظاہر ہے کہ تعیین مواضعات بسم اللہ کی حضرت عثمانؓ کے قیاس سے تھی جس جگہ ضرورت سمجھی لکھ دی اور جس جگہ ضرورت نہ سمجھی نہ لکھی اور جزویت بسم اللہ کی ہر ایک سورۃ کے واسطے قطعی ہوتی تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض ہوتا کہ سورۂ توبہ کا قصہ ملتوی نہ چھوڑ جاتے یا دونوں کو ایک بتا جاتے یا بسم اللہ لکھوا جاتے۔

قال ابو جعفر فهذا عثمان يخبر في هذا الحديث ان بسم الله الرحمن الرحيم لم تكن عنده من السورة وانه انما كان يكتبها في فصل السور وهي غيرهن وايضا اخرج هو عن ابي هريرة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا نهض في الثانية استفتح

بالحمد للہ رب العلمین و لم یسکت قال ابو جعفر ففی ھذا دلیل ان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لیست من فاتحۃ الکتاب ولو کانت من فاتحۃ الکتاب لقرأ بہا کما قرأ فاتحۃ الکتاب۔

ترجمہ فرمایا امام طحاوی رح نے پس یہ عثمان رض خبر دیتے ہیں اس حدیث میں کہ تحقیق بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اُن کے نزدیک سورۃ سے نہ تھی اور یہی بات تھی کہ لکھتے تھے اس کو سورتوں کے فاصلہ کے واسطے اور وہ جزو سورۃ کی نہیں اور نیز انہوں نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہا ابو ہریرہ نے جس وقت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے تھے دوسری رکعت میں تو شروع کرتے تھے الحمد للہ رب العلمین کے ساتھ اور سکتہ نہیں کیا کہا امام طحاوی نے پس اس میں دلیل ہے اس امر کی کہ تحقیق بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں ہے فاتحہ سے اور جو ہوتی فاتحہ سے البتہ پڑھتے اس کو جس طرح پڑھا فاتحۃ الکتاب کو۔

اور نیز امام طحاوی نے حدیث عائشہ کی اور عبداللہ بن مغفل کی جو بیشتر مذکور ہو چکی اور علاوہ ان کے اور بہت سے آثار اخفاء بسملہ میں بیان کر کے امام صاحب کے مذہب کی تائید کی ہے پس دعوی تواتر جہر بسملہ کا خواہ کسی راوی یا قاری کی تبعیت سے کیوں نہ ہو غلط محض ہے اور نہیں تو مبنی اختلاف اُمت کا اخبار و آثار پر نہ ہوتا بلکہ سب تابع قراء سبعہ کے ہوتے اور تحقیق یہ ہے کہ یہاں تین امر ہیں اوّل تواتر نقل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا سو اس کا کوئی منکر نہیں ہے لیکن اس سے جزویت یا جہر فی الصلوۃ ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ نقل تعوذ سے جزویت اعوذ کی اور جہر اس کا فی الصلوٰۃ ثابت نہیں ہوتا اگر ثابت ہوتا ہے مسنون ہونا جہر کا خارج عن الصلوۃ ثابت ہوتا ہے اور جب کہ آثار اور احادیث صحیحہ اخفاء بسملہ میں وارد ہیں تو نماز میں جہر کرنا خلاف سنت اور موجب نقصان صلوٰۃ ہوگا۔ جیسا کہ مذہب ہمارے ائمہ کا ہے رح دوم تواتر جزویت بسم اللہ کا واسطے ہر

سورۃ کے یہ اگر ثابت ہو تو ضرور جزویت اور جہر قطعی ہو جاویں اور اختلاف مرتفع ہو جاوے اور احادیث آثار پر بنیاد جزویت و جہر کی و عدم جزویت و عدم جہر کل لغو ہو جائے والتالی باطل فالمقدم مثلہ۔

سوم تواتر جزویت بسم اللہ کا واسطے قرآن کے اور آیت قرآن کے ہونا بدون اسکے کہ ہر جگہ سورۃ کا جزو ہو جیسا کہ محققین حنفیہ کا قول ہے سو یہ اگر ہو تو ہمارے واسطے مفید ہے نہ مضر لیکن ثبوت اس کا بایں معنی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جز ہونیکا ارشاد فرمایا ہو پھر ہم تک علی التواتر پہنچا ہو ممنوع ہے ہاں اخبار و آثار وغیرہ سے اس کا ثبوت ہو سکتا ہے چنانچہ اسی واسطے علماء محققین اسکے قائل ہیں اور منکرین قرآنیت بسم اللہ کو (جیسا کہ امام مالک اور اتباع ان کے ہیں) تکفیر یا تفسیق نہیں کرتے اور اگر اس کی قرآنیت بالتواتر ثابت ہوتی تو دیکھو امام مالک وغیرہ منکرین قرآنیت کے حق میں کیا کہا جاتا مسئلہ[1] من انکر کون البسملۃ آیۃ من القرآن لا یکفر وان کان منکر القرآن کافرا لوقوع الشک فی قرانیتہ کذا فی التلویح ۱۲ احکام القرآن[ط] اور امر ثانی یعنی قیاس کرنا اختلاف بسم اللہ کا دیگر اختلافات قرآنی پر قیاس مع الفارق ہے سو اس واسطے کہ دیگر اختلافات محض بحیثیت روایت قراء کے ہیں قرون ثلثہ میں اہل حل و عقد نے اپنے اجتہاد کو اس میں دخل نہیں دیا بلکہ جملہ اختلاف کو تسلیم کر لیا ہے بخلاف یہاں کے الغرض نفس تواتر نقل کا قراء کی طرف سے تو یہاں اور وہاں دونوں جگہ موجود ہے لیکن اس قدر تفاوت ضرور ہے کہ دیگر الفاظ میں بجز اختلاف قراء کے قرون ثلثہ سے اب تک کسی نے انکار جزویت کا بطور اجتہاد کے نہیں کیا تو یہ تسلیم کرنا اجماع ہو گیا اس پر کہ یہ اجزاء قرآن کے ہیں پھر یہ تسلیم کرنا اب تک علی التواتر چلا آیا ہے اور ہمارے واسطے مفید قطع اور یقین کا

---

[1] ترجمہ جو شخص بسم اللہ کے آیت ہونیکا منکر ہو اسکو کافر نہیں کہا جاتا اگرچہ قرآن کا منکر کافر ہوتا ہے کیونکہ بسم اللہ کے قرآن ہونے میں شک واقع ہو گیا ہے اسیطرح ہے تلویح میں ۱۲ احکام القرآن

ہو گیا بخلاف اختلاف بسم اللہ کے کہ اس کی جزویت و عام جزویت خود صحابہ اور تابعین اور ائمہ سلف بطور اخبار و آثار کے کہہ رہے ہیں اور جزویت اور عام جزویت کے واسطے اولہ ظنی پیش کر رہے ہیں چنانچہ حضرت عثمان بن عفانؓ جو جامع القرآن ہیں ان کے بیان سے ثبت کرنا اس کا مواضع منعینہ پر توفیقی نہیں بلکہ قیاسی معلوم ہوتا ہے اور امام شافعی حکماً تو قرآن کہتے ہیں مگر تحقیقاً نہیں اور محققین حنفیہ ایک آیت قرآن کی تسلیم کرتے ہیں اور امام مالک اس کو قرآن میں سے نہیں سمجھتے پس یہ کسی طرح مثل اختلاف دیگر الفاظ کے نہیں ہے اور اس کے ترک کرنے سے ایک سو تیرہ آیتوں کا ترک کرنا ہرگز لازم نہیں آتا البتہ بموجب محققین حنفیہ کے تمام قرآن میں ایک جگہ بسم اللہ کو جہر کے ساتھ ضرور پڑھنا چاہیئے اور نہیں تو ایک آیت کم رہے گی اور ختم کامل کا ثواب نہ ہوگا اور باقی صورتوں کے اول میں بقصد تبرک سراً پڑھے سوائے سورہ توبہ کے کیونکہ بموجب تحقیق ہمارے علما کے جزویت صحیح نہ ہوئی تو موافق روایت مبسملین کے پڑھنا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بطور تبرک کے ہوا اور وہ سراً پڑھنے سے بھی حاصل ہو سکتا ہے ترک جہر کے واسطے یہ دلائل کافی ہیں جو مذکور ہو چکے۔ اب میں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ جہر کرنے سے کیا نقصان لازم آتا ہے تو گوش فرمائیے کہ جہر کرنے والے صاحب دو حال سے خالی نہیں یا تو بسم اللہ کی جزویت متواتر سمجھ کر جہر کرتے ہیں اور یا محض تقلید امام عاصم و حفص کی اگر شق ثانی اختیار کیجئے ایک تو بموجب مذہب امام صاحب کے خلاف سنت کے عمل کرتے ہیں جیسا کہ کوئی شخص ثنا یا اعوذ کو جہر کرے چنانچہ عبارت ہدایہ کی سابق میں نقل ہو چکی دوسری چونکہ سر کی احادیث راجح اور اقوی ہیں احادیث جہر سے تو ترجیح مرجوح کی کرتے ہیں تیسرے اخفار کرنے والوں سے ناحق نزاع کرکے فتنہ اور فساد پیدا کرتے ہیں اور نقصان اس کا ظاہر ہے اور اگر شق اول ہو تو علاوہ ان تین قباحتوں کے چند مشکلات

لاتحل پیش آتی ہیں اوّل تو یہ کہ اُن کے عمل کے موافق تمام عمر کے فرائض
اور تراویح اور وتر رمضانی کا فاسد ہونا لازم آتا ہے کیونکہ فرائض اور وتر
میں کسی موقع پر اور تراویح کی ہر ایک رکعت میں سورۂ فاتحہ سے اوّل وہ
خود جہر بسملہ نہیں کرتے اور ائمہ اربعہ کے نزدیک تلاوت فاتحہ کی بجمیع
اجزائہ یا فرض ہے یا واجب ہے مولوی عبدالحی صاحب نے احکام
القنطرہ میں لکھا ہے والحق ان کل اٰیۃ من الفاتحۃ واجبۃ علٰحدۃ
فیجب سجود السھو بترک اٰیۃ منھا ایضًا کما حققہ اخوہ و
اوستاذہ فی البحر انتھی - ترجمہ اور حق یہ ہے کہ ہر ایک آیت فاتحہ
کی واجب علیحدہ ہے تو اس کی ایک آیت کے چھوڑنے سے بھی سجدہ سہو
کا آوے گا اسی طرح تحقیق کی اس مسئلہ کی بحر الرائق میں اور نہایہ حاشیہ
ہدایہ میں ہے قولہ خلافاللشافعی حتی لو ترک حرفا منھا فی
رکعۃ لاتجوز صلوتہ انتھی -

ترجمہ برخلاف امام شافعی کے یہاں تک کہ اگر ایک حرف فاتحہ کا کسی رکعت
میں ترک کر دیا تو اس کی نماز نادرست ہوگی ۱۲

اور امام مالک بھی فرضیت فاتحہ میں مثل امام شافعی کے ہیں جیسا کہ ہدایہ وغیرہ
میں مذکور ہے پھر یہ حضرات ترک بسملہ سے نماز کو فاسد نہیں کہتے یا جہر کو منع
کرتے ہیں تو اس واسطے امام مالک اور امام ابوحنیفہ تو بسم اللہ کو جزو
سورۃ نہیں قرار دیتے اور امام شافعی اس کی جزویت کو قطعی نہیں کہتے
اور بالفرض اگر ان حضرات کو جزویت اس کی بالقطع والتواتر ثابت ہو جاوے
تو ضرور اس کے پڑھنے کا ایسا ہی حکم فرمادیں جیسا کہ دیگر آیات فاتحہ کا
اور آپ نے جبکہ اس کے تواتر کو مثل دیگر الفاظ کے تسلیم کر لیا تو لازم آیا
کہ ضرور اس کو مثل دیگر آیات فاتحہ کے صلوٰۃ سریہ میں سراً اور جہریہ میں جہراً
پڑھیں اور چونکہ عمر بھر نہیں پڑھی ہے تو تمام عمر کی نمازیں فاسد ہوئیں و

ہذا ما ادعیناہ دوم خرق اجماع لازم آتا ہے کیونکہ تمام سلف وخلف اس مسئلہ میں بطور اجتہاد کے بحث کرتے رہے ہیں اور اخبار احاد واٰثار سے استدلال کرتے رہے پس یہ فعل اُن کا شاہد ہے کہ انہوں نے اس مسئلہ کو قطعی نہیں سمجھا تو ان کا اتفاق واجماع ہوا کہ یہ مسئلہ اجتہادی ہے قطعی نہیں ہے اور آپ قطعی فرماتے ہیں پس آپ کے قول سے خرق اجماع لازم آیا سوم آپ کا فعل مخالف تمام امت کے ہے کیونکہ قرون ثلثہ سے ابتک یہ طریقہ کسی نے اختیار نہیں کیا کہ خاص تراویح میں ابتدا سور پر جہر بسملہ کو مختص کریں نہ فرائض وغیرہ میں جہر کریں اور نہ تراویح میں ابتداء فاتحہ پر جو ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے بلکہ جو جہر کرتے ہیں ہر وقت کرتے ہیں اور جو نہیں کرتے کبھی نہیں کرتے اور جو آپ قرار کی تبعیت کریں تو ہر وقت کریں خصوصیت تراویح کی کیسی اور اگر آپ فرمادیں کہ خصوصیت اس وجہ سے ہے کہ تراویح میں مقصود اصلی تلاوت قرآن کی ہے اس واسطے اتباع قرار کی کرتے ہیں اور دیگر صلوات میں مقصود اصلی نماز ہے اس واسطے اتباع امام کی کرتے ہیں کہ ہر ایک فن میں اُس فن کے امام کی پیروی کرنی چاہیئے تو جواب اس کا یہ ہے کہ امور شرعیہ میں نری تجویز عقلی درست نہیں ہے بلکہ اس کے واسطے نقل کا ہونا ضرور چاہیئے اور اس مسئلہ میں خاص ہیئت کذائی کوئی اثر وارد نہیں ہوا اگر ہے تو آپ فرمادیں کہ سلف میں کسی نے یہ عمل کیا کہ خاص تراویح میں پڑھے اور دوسرے وقت نہ پڑھیں اور یہ جو فرمایا کہ ہر فن میں اسی کے امام کی تقلید کرنی چاہیئے سلمنا [ہم نے مانا ۱۲] لیکن یہ اسی وقت ہے کہ وہ مسئلہ ذوجہتین نہ ہو اور جو مسئلہ ذوجہتین ہوگا یعنے دو علموں سے تعلق رکھتا ہوگا تو محققین قوت واستحکام ماخذ کو دیکھیں گے اور عوام قوت تعلق دیکھیں گے اور فیما نحن فیہ [جس چیز میں ہم کلام کر رہے ہیں ۱۲] مسئلہ ذوجہتین ہے کیونکہ جو قرآن شریف نماز میں پڑھا جاتا ہے خواہ تراویح ہوں یا فرائض اسکا صحت وسقم منجر ہے طرف صحت وسقم

نماز کے باب زلۃ القاری ملاحظہ ہو قرآن شریف کے غلط ہونے سے نماز فاسد ہو جاوے گی اور نماز کی صحت وسقم منجر ہے صحت وسقم تلاوت کی طرف اگر نماز میں کچھ فرق آوے گا تو قرآن جو اس میں پڑھا گیا وہ اس طرح پر پڑھا جو مطلوب شارع کا تھا جب اس قدر تعلق نماز کے ساتھ ہے اور مبنی اختلاف کا جزویت وعدم جزویت پر ہے جو مسئلہ اجتہادی ہے تو مسئلہ قرأت کا خالص نہیں ہے بلکہ فقہ کے ساتھ بڑا تعلق ہے اور دلائل فقہا کے بہت قوی ہیں۔ جن سے عدم جہر ثابت ہوتا ہے جیسا کہ سابق میں مذکور ہو چکا چہارم مخالفت ائمہ اربعہ کی لازم آتی ہے کیونکہ ان میں سے کسی نے اس کی جزویت وعدم جزویت کو قطعی نہیں کہا ہے پنجم تکفیر وتفسیق ائمہ عظام اور علمار کرام کی بلکہ تمام امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیونکہ آپ کے نزدیک بموجب قرأت مبسملین کے جزویت بسم اللہ کی تواتر کے ساتھ ثابت ہے تو امام مالک اور ان کے اتباع جو بسم اللہ کو آیت قرآنی نہیں مانتے ایک سو تیرہ آیت کے منکروں کی تکفیر لازم آوے گی اور اسی طرح امام اعظم اور ان کے اتباع جو بسم اللہ کو ایک آیت قرآن کی کہتے ہیں ایک سو بارہ آیتوں کے منکر ہوتے ہیں ان کی بھی تکفیر لازم آوے گی اور نیز بموجب قرأت غیر مبسملین کے عدم جزویت متواتر ہوئی اور امام شافعی وغیرہ اور اتباع ان کے جو بدلائل آثار واخبار احاد جزویت کے قائل ہیں سب منکر تواتر اور کافر بن جاویں گے ونعوذ باللہ من ذلک آپ نے اچھا مذہب ایجاد کیا کہ امت محمدیہ میں سے ایک فرد کو بھی مسلمان باقی نہ چھوڑا سب کو کافر بنا دیا اللھم احفظنا منہ باقی رہا الزام آپ کا یہ کہ اس میں تلفیق بین القرائتین لازم آتی ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ اول تو یہ تلفیق نہیں ہے کیونکہ تلفیق کے معنے ہیں ایک روایت میں دوسری روایت کا تداخل کر دینا اور یہ اختلاف قرار مبسملین اور غیر مبسملین کا باعتبار روایت کے نہیں ہے بلکہ بحیثیت اجتہاد کے ہے پس یہ تلفیق بین الروایتین نہیں ہے اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ یہ تلفیق ہے تو اس

قسم کی تلفیق جائز ہے کیونکہ ہم اس طرح بقصد روایت کے نہیں پڑھتے بلکہ بقصد اتباع امام اعظم ابو حنیفہؒ کے بطور تلاوت کے پڑھتے ہیں جلال الدین سیوطیؒ نے تفسیر اتقان میں ابن جزری سے نقل کیا ہے والصواب ان یقال ان کانت احدی القرأتین مترتبۃ علی الاخری منع ذلک منع تحریم کمن یقرأ فتلقی آدمُ من ربہ کلمات برفعھا او ینصبھا اخذ رفع آدم من قرأۃ غیر ابن کثیر ورفع کلمات من قرأۃ ونحو ذلک مما لا یجوز فی العربیۃ واللغۃ ولم یکن کذالک فرق فیہ بین مقام الروایۃ وغیرھا فان کان علی سبیل الروایۃ حرم ذلک ایضًا لانہ کذب فی الروایۃ وتخلیط وان کان علی سبیل التلاوۃ جاز انتہیٰ۔

ترجمہ اور صواب یہ ہے کہ کہا جاوے کہ اگر ہووے دو قرائتوں میں سے ایک مرتب اوپر دوسری کے تو منع کیا جاوے گا اس کو منع حرام کا جیسا کہ کسی نے پڑھا فتلقی آدم من ربہ کلمات دونوں کے رفع کے ساتھ یا دونوں کے نصب کے ساتھ اس طرح کہ رفع کلمات کا ابن کثیر سے لیا اور رفع آدم کا اس کی غیر سے اور اسی طرح جو عربیت اور لغت میں جائز نہیں ہے اور جو ایسا نہ ہو تو اس میں تفریق کی جاوے گی کہ بطور روایت کے ہے یا نہیں پس اگر ہو بطور روایت کے تو حرام ہے یہ بھی اس واسطے کہ یہ کذب ہے روایت میں اور تخلیط ہے اور اگر ہو بطور تلاوت کے تو جائز ہے انتہیٰ ۱۲

اب ہمارے ذمہ تو یہ الزام نہیں ہے لیکن البتہ آپ پر لازم آتا ہے کہ باوجود حنفی المذہب ہونے کے خلاف مذہب اپنے امام کے کرتے ہیں اور تلفیق بین المذہبین کرتے ہیں اور نیز خاص تراویح میں جہر کرتے ہیں اور دیگر صلوات میں نہیں تو آپ بھی تلفیق بین القرائتین کرتے ہیں فما کان جوابکم فھو جوابنا ھذا وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وسلم یحب ویرضی واخر دعوانا

ان الحمد للہ رب العٰلمین حررہٗ (مولانا) محمد عبداللہ شاہ جلال آبادی ثم الکرنالی۔

تصدیق رئیس المحققین افضل المدققین حضرت مولانا وبالفضل اولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی مدفیوضہم

اس مسئلہ میں جو کچھ مؤلف نے تحقیق کیا وہی حق بندہ کے نزدیک ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

دستخط مولانا مولوی رشید احمد صاحب

تصدیق اُستاد العلما فخر الکملا حضرت مولانا مولوی محمد مظہر صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدرس اول قدیم مدرسہ سہارنپور

"الحق احق ان یتبع۔ محمد مظہر مدرس سہارنپور

دستخط مولوی محمد مظہر صاحب

اس مسئلہ میں تحقیق مؤلف صواب ہے۔ العبد ابوالحسن عفی عنہ ساکن سہارنپور

جو کچھ مؤلف نے دربارہ بسملہ تحقیق کیا ہے صحیح اور درست ہے واللہ اعلم۔

پیر محمد عفی عنہ

| محمد دارم پیر صد شکر کہ من | مُہر مولوی پیر محمد صاحب مدرس سہارنپور |

ہٰذا ہو الحق والحق یتبع عنایت الٰہی عفی عنہ سہارنپوری۔

بتقریظ جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول مولوی حافظ حاجی احمد علی صاحب مدرس عربی مدرسہ عربیہ سہارنپور

نظرت فی ذلک المسئلۃ نظراً دقیقاً فوجدتُ مؤلفہا انی بما کان عندی صواباً وتحقیقاً ویؤیدہ ما قال البغوی فی تفسیرہ واختلفوا فی اٰیۃ التسمیۃ فذہب قراءُ المدینۃ والبصرۃ وفقہاء الکوفۃ الی انہا لیست من فاتحۃ الکتب ولا من غیرہا من السُّوَر والافتتاح بہا للتیمن والتبرک وذہب قراء مکۃ والکوفۃ واکثر فقہاء الحجاز الی انہا لیست من الفاتحۃ ولیست من سائر السُّوَر فانما کتبت للفصل وذہب جماعۃ الی انہا من الفاتحۃ

ومن کل سورۃ الا سورۃ التوبۃ وھو قول الثوری وابن المبارک والشافعی فی قول۔

ترجمہ تقریظ مولوی احمد علی صاحب مدفیوضہم۔

میں نے دیکھا ہے اس مسئلہ کو نظر دقیق سے تو پایا میں نے جو کچھ کہ مؤلف نے بیان کیا ہے وہ میرے نزدیک حق اور ثواب ہے اور اس کی تائید کرتا ہے جو کہ بغوی نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے اور اختلاف ہے آیہ بسم اللہ میں تو مدینہ اور بصرہ کے قاری اور کوفہ کے فقیہ یہ کہتے ہیں کہ بسم اللہ نہ فاتحہ کا جزو اور نہ اور کسی سورت کا اور اس کے ساتھ شروع کرنا تبرک اور تیمن کے واسطے ہے اور مکہ اور کوفہ کے قاری اور حجاز کے اکثر فقہا کہتے ہیں کہ وہ نہ فاتحہ کا جزو ہے اور نہ اور کسی سورت کا اور ان سورتوں کے درمیان میں فصل کے واسطے لکھی گئی ہے اور ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ وہ فاتحہ اور ہر ایک سورۃ کا جزو ہے سوا سورۂ توبہ کے یہی قول سفیان ثوری اور ابن المبارک کا ہے اور امام شافعی کا بھی ایک قول اسی طرح ہے۔

ونقل البغوی فی تفسیرہ وقال الشعبی کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکتب فی بدأ الامر علی رسم قریش باسمک اللھم حتی نزل وقال ارکبوا فیھا بسم اللہ مجریھا فکتب بسم اللہ حتی نزلت انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم فکتب مثلھا انتھی مع الاختصار فھذا یدل علی ان کتابۃ بسم اللہ کان من عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم واللہ اعلم بالصواب ولہ الحمد والمرجع والمآب

احمد علی عفی عنہ

ترجمہ اور نیز بغوی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ شعبی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء بموجب دستور قریش باسمک اللھم لکھتے تھے یہاں تک کہ نازل

ہوئی بسم اللہ مجریہا پس لکھا بسم اللہ پھر نازل ہوئی انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پس لکھا اسی طرح ختم ہوئی عبارت بغوی کی اختصار کے ساتھ پس یہ عبارت بغوی کی دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ بسم اللہ کا لکھنا بموجب وحی متلو کے نہ تھا بلکہ خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تھا اور اللہ خوب جانتا ہے صواب کو اور اسی کو حمد ہے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے اور بازگشت ۱۲

دستخط مولوی احمد علی صاحب مدرس سہارنپور

تقریظ ازجانب عالم باعمل فاضل اجل مولوی غلام محمد صاحب

فاضل ہوشیارپوری مدرس قدیم مدرسہ اسلامیہ کرنال

الحمد للہ الحمید والصلوۃ والسلام علی رسولہ المجید اما بعد فلا یخفی علی من لہ ادنی حظ من الفقاھۃ والکتاب ومیز ذکائہ القشر من اللباب ان ما حققہ مؤلف التحریر لا یحوم حولہ الواھم والارتیاب بل کلہ صدق وصواب اذ ھو مزین بالبراھین الساطعۃ ومنصور بالدلائل الواضحۃ التی علیہا مدار رحی الشریعۃ المحمدیۃ والاحکام الدینیۃ ومن حکم خلاف ذلک فقد تجرد عن تحقیق روایات الصحاح والقواعد الحنفیۃ فقد قال الشامی قولہ سرًا فی اول کل رکعۃ کذا فی بعض النسخ وسقط سرًا من بعضھا ولا بد منہ قال فی الکفایۃ عن المجتبی والثالث انہ لا یجھر بہا فی الصلوات عندنا خلافًا للشافعی وفی خارج الصلوۃ اختلاف الروایات والمشائخ فی التعوذ والتسمیۃ قیل یخفی التعوذ دون التسمیۃ والصحیح انہ یتخیر فیہما ولکن یتبع امامہ من القراء وھم یجھرون الا حمزۃ فانہ یخفیہما۔

کتبہ احقر عباد اللہ الصمد خویدم العلماء غلام محمد مدرس مدرسہ۔ کرنال۔

ترجمہ تقریظ مولوی غلام محمد صاحب حمد و ثنا کے بعد پوشیدہ نہیں ہے اُس شخص پر جس کو تھوڑی سی فقہ اور قرآن شریف معلوم ہے اور اُس کا ذہن مغز اور پوست کو پہچانتا ہے کہ مؤلف تحریر نے جو تحقیق کی ہے اس میں کچھ شک و شبہہ نہیں ہے بلکہ وہ راست اور صحیح ہے اس واسطے کہ وہ روشن دلائل اور واضح حجتوں سے ثابت کیا گیا ہے جن پر احکام شریعت کی چکی چلتی ہے اور جس شخص نے اس کے خلاف حکم کیا تو اس کو صحیح روایتیں اور حنفیوں کے قاعدے معلوم نہیں ہیں کہا ہے شارح درمختار نے قولہ سراً فی کل رکعۃ اسی طرح ہے بعض نسخوں میں اور بعض میں سراً کا لفظ نہیں ہے اور ضرور ہونا چاہیئے کیونکہ کفایہ میں مجتبیٰ سے نقل کیا ہے اور تیسری یہ بات ہے کہ بسم اللہ کو نماز میں پکار کے نہ پڑھے ہمارے نزدیک بخلاف امام شافعی کے اور نماز سے باہر اختلاف روایات کا ہے اور مشائخ کا اعوذ اور بسم اللہ پڑھنے میں بعض کہتے ہیں کہ اعوذ کو آہستہ پڑھے سوا بسم اللہ کے اور صحیح یہ ہے کہ اس کو اختیار ہے نماز سے باہر خواہ پکارے یا نہ پکارے لیکن قرأت کے اماموں کی پیروی کرنی چاہیئے اور وہ پکارتے ہیں سوا حمزہ کے پس تحقیق وہ دونوں کو اخفا کرتے ہیں۔

غلام محمد ۸۹ ۱۲
مطاع سلاطین
مہر مولوی غلام محمد صاحب

تحریر قاری قرآن حافظ فرقان قاری محمد علی خان صاحب جلال آبادی مدفیضہ

انچہ کہ درباب ترک بسملہ بین الفاتحۃ والسورۃ تحقیق کردہ حق است قال فی شرح الیاس ویسمی اول کل رکعۃ لا یسمی بین الفاتحۃ والسورۃ وعن ابی حنیفۃ رح یسمی فی اول الصلوٰۃ فحسب وقال محمد رح یسمی بین الفاتحۃ والسورۃ فی کل رکعۃ اذا کان یخفی بالقراءۃ واذا کان یجھر لا یسمی بینھما

انتھی۔

العبد محمد علی عفی عنہ جلال آبادی

حافظ دین محمد علی

اللہ درّ المؤلف حیث اتی بالحق بلا مریۃ . . . محمد امیر باز خاں عفی عنہ واعظ سہارنپور

رحیم بخش عفی عنہ کرنالی۔

(جو صاحب باعث تحریر اس رسالہ کے ہیں آخر میں معترف ہوئے اور اپنے دستخط کر دیئے)

احباب من احباب | مہر مولوی رحیم بخش پانی پتی | رحیم ست بخشندۂ عاصیاں

علماء حرمین شریفین کا فتویٰ

بعض احباب کی معرفت اس مسئلہ میں علماء حرمین شریفین سے استفتا کیا گیا سوال مع جواب کے درج ذیل ہے ناظرین بالانصاف ملاحظہ فرماویں اور اصل فتوی ہمارے پاس موجود ہے جو صاحب دیکھنا چاہیں دیکھ سکتے ہیں۔

وھو ھذا بسم اللہ الرحمن الرحیم ما قولکم دام فضلکم ونفع المسلمین بعلومکم فی ان بعض افاضل علماء الھند وقراءھا اذا اراد ختم القراٰن فی صلوٰۃ التراویح علی روایۃ بعض القراء البسملین یجھر بالبسملۃ علی راس کل سورۃ مع انہ مقلد لمذھب الامام الاعظم ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ویخفیھا فی سائر الصلوات وفی التراویح ایضًا حین لا یرید ختم القراٰن ویحتج بانہ ینبغی فی کل مسلک ان یتبع امام ذلک المسلک ففی الفقہ نقلد الفقھاء وفی التصوف نقلد الصوفیۃ وفی الصرف والنحو ائمتھا وفی القراءۃ القراء فلذلک اذا اردنا ختم القراٰن فی التراویح علی قراءۃ البسملین یلزمنا الجھر بالبسملۃ لیکن السماع للسامعین حیث کان المقصود حینئذٍ القراٰن فاذا جھر بھا الامام

فقد تم الختم للقارى والسامعين بخلاف ما اذا لم يجهر بها
فان الختم يكمل فى حقه لا فى حق السامعين واما فى غير التراويح
من سائر الصلوات فانا نخفى البسملة عند ارادة عدم الختم
اتباعا لامامنا الاعظم لان المقصود حينئذ الصلوة لا القراءة
فالمتبع الفقهاء للقراء بخلاف الاول فان المتبع فيه القراء
ولان القراءات السبع متواترة فتكون جزئية البسملة
على رواية المبسملين متواترة فالاولى للقارى اذا اراد الختم
على رواية المبسمل ان كان اماما ان يجهر بها لاسماء المقتدين
كى لا ينقص الختم بقدر عدد البسملة سواء كان هو
والمقتدون حنفيين او لا هذا مسلك جماعة قليلة من
العلماء والقراء فى الهند اما اكثر علماء الهند فلا
يرضون بهذا المسلك ويجيبون عن حجتهم المذكورة
بان الواجب على من قلد احدا من الائمة الاربعة
تقليد امامه سواء كان فى الصلوة او فى القرآن او غيرها
والاتباع لغير الفقهاء انما يجوز اذا لم يوجد فى كلامهم
معارض لقول ذلك الغير اما اذا وجد المعارض فلا
سبيل الى الاتباع بل المتبع الفقهاء لان فى كتبهم
التصريح بسنية الاخفاء وكراهة الجهر بالبسملة
مطلقا ولم يخصوا ذلك بتراويح او غيرها او بارادة
الختم او عدمه على ان جزئية البسملة وعدم جزئيتها
لا يقال فيه تواتر لانه لا يكفر جاحده فى هذا المسلك
الذى سلكه البعض المذكور حرق للاجماع وخروج من
تقليد الامام امام كيف الحكم افتونا.

ترجمہ۔ ای مفتیان حرمین شریفین اللہ تعالیٰ آپ کی بزرگی ہمیشہ رکھے اور تمام مسلمانوں کو تمہارے علم سے نفع پہنچاوے تم کیا فرماتے ہو اس مسئلہ میں کہ ہندستان کے بعض عالم فاضل اور قاری جس وقت کہ وہ صلوٰۃ التراویح میں بموجب روایت مبسملین کے ختم کرنے کا قصد کرتے ہیں تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہر ایک سورۃ کے اول میں جہر کے ساتھ پڑھتے ہیں حالانکہ وہ امام اعظم ابوحنیفہ رح کے مقلد ہیں اور سوا تراویح کے اور سب نمازوں میں اخفا کرتے ہیں اور تراویح میں بھی جس وقت کہ ختم قرآن کا قصد نہیں کرتے اور حجت اپنی یہ بیان کرتے ہیں کہ ہر ایک مسلک میں اس کے امام کی پیروی کرنی چاہیئے تو فقہ میں ہم فقہا کی تقلید کرتے ہیں اور تصوف میں صوفیہ کرام کی اور صرف ونحو میں ائمہ صرف ونحو کی اور قرأت میں قرار کی پس اسی واسطے جس وقت کہ ہم بموجب روایت مبسملین کے ختم قرآن کا تراویح میں قصد کرتے ہیں تو ہم کو جہر بسم اللہ کرنا لازم ہوتا ہے تاکہ سامعین کو سماع کامل حاصل ہو کیونکہ مقصود اس وقت میں قرآن ہے پس اگر امام جہر کرے گا تو قاری اور سامع کا ختم تمام ہو جاوے گا اور اگر جہر نہ کرے گا تو قاری کے حق میں ختم کامل ہو جاوے گا لیکن سامع کے حق میں ختم کامل نہ ہوگا لیکن تراویح کے سوا اور نمازوں میں ہم اخفا کرتے ہیں بسم اللہ کو اپنے امام کی پیروی کے سبب کیونکہ اس وقت نماز ہی مقصود ہے نہ قرأت پس اس وقت اتباع فقہار کا چاہیئے نہ قرار کا بخلاف صورۃ اول کے کہ اس وقت میں اتباع قرار کی ہے نہ فقہا کی اور چونکہ قرأت سبعہ متواترہ ہیں پس جزیت بسم اللہ کی بموجب روایت مبسملین کے متواتر ہے پس اولی واسطے قاری کے اگر امام ہو یہ ہے کہ جس وقت بموجب روایت مبسمل کے پڑھے تو جہر کرے بسم اللہ کا تاکہ مقتدی سن لیں اور بمقدار عدد بسم اللہ کے آیتیں ناقص اور کم نہ ہو جاویں برابر ہے کہ مقتدی حنفی ہوں یا نہ ہوں یہ طریقہ جماعت قلیل کا ہے علما اور قرار ہند سے لیکن اکثر علمار ہند کے پس وہ اس طریقہ کو پسند نہیں کرتے اور حجت مذکورہ سے یہ جواب دیتے ہیں کہ جو

شخص مقلد کسی امام کا ہو اس کے ذمہ امام کی پیروی کرنی ہے خواہ نماز میں ہو یا قرآن میں یا اور کہیں ہیں اور اپنے امام کے سوا اتباع اس وقت کیا جاوے گا جس وقت کہ امام کا قول اس کے معارض نہ ہو اور جس وقت کہ امام کا قول اس کے برخلاف ہو تو اتباع امام ہی کا کیا جاوے گا اور کتب فقہ میں تصریح موجود ہے کہ بسم اللہ کا اخفار مسنون ہے اور جہر مکروہ اور اس میں تراویح وغیرہ کی تخصیص نہیں ہے اور نہ ارادہ ختم وغیر ختم کی اور علاوہ اس کے جزویت وعدم جزویت بسم اللہ میں تواتر نہیں کہا جاتا اس واسطے کہ اس کا منکر کافر نہیں ہوتا بس جو بعض علمار کا طریقہ ہے اس میں آپ کیا فرماتے ہیں کیا اس میں خرق اجماع ہے یا خروج عن التقلید ہے یا کس طرح پر حکم ہے ہم کو اس کا فتوٰی دو اللہ تعالےٰ تم کو اجر اور جزا دے آمین ۱۲

الجواب من مفتی المدینۃ المکرمۃ المنورۃ

اسأل اللہ المولی الکریم ذا الطول، التوفیق والاعانۃ فی الفعل والقول الحمد للہ تعالیٰ قد ارتکب ھذا المقلد فی مراعاتہ لھذا الخلاف علی زعمہ مکروہ لامذھب فی الصلوۃ المشروحۃ لان الجھر بالبسملۃ فی الصلوۃ مکروہ عندنا والسنۃ اسرارھا ففی الدر عند قول الماتن للامس ذکرٍ وامرءۃ لکن یندب للخروج من الخلاف لاسیما الامام لکن یشترط عدم ارتکاب مکروہ مذھبہ آہ وفی رد المختار قولہ لکن یندب الخ قال فی النھر الا ان مراتب الندب تختلف بحسب قوۃ دلیل المخالف وضعفہ قولہ لکن یشترط استدراک علی ما فھم من الکلام من ان الامام یراعی مذھب من یقتدی بہ سواء کان فی ھذا المسئلۃ او فی غیرھا ثم بقی ھل المراد بالکراھۃ ھھنا ما

يعم التنزيه توقف فيه الطحطاوى والظاهر نعم كالتغليس
فى صلوة الفجر فانه السنة عند الشافعى مع ان الافضل
عندنا الاسفار فلا يندب مراعات الخلاف فيه وكصوم
يوم الشك فانه الافضل عندنا وعند الشافعى حرام ولم
ار من قال يندب عدم صومه مراعاتا للخلاف وكالاعتماد
وجلسة الاستراحة السنة عندنا تركها ولو فعلهما
لا بأس كما سياتى فى محله فيكره فعلهما تنزيها مع انهما
سنتان عند الشافعى آه وفى الدر ترك السنة لا يوجب
فسادا ولا سهوا بل اساءة لو عامدا غير مستخف وقالوا الاساءة
دون الكراهة قوله وقالوا نص على ذلك فى التحقيق وفى التقرير
الاكملى من كتب الاصول لكن صرح ابن نجيم فى شرح المنار بان
الاساءة افحش من الكراهة وهو المناسب ههنا لقول التحرير
وتاركها يستوجب اساءة اى التضليل واللوم وفى التلويح
ترك السنة المؤكدة قريب من الحرام وقد يوفق بان مرادهم
الكراهة التحريمية والمراد بها فى شرح المنار التنزيه فهى دون
المكروه تحريما وفوق المكروه تنزيها آه وفى الدر ومنه
فى صفة الصلوة وسننها رفع اليدين للتحريمة الى ان قال
والثناء والتعوذ والتسمية والتامين وكونهن سرًّا آه قال
فى رد المختار جعل سرا خبرا لكون المحذوف ليفيد ان
الاسرار صفة اخرى آه وفى الدر (فروع) يكره اشتمال الصماء
الى ان قال وترك كل سنة ومستحب آه وفى الدر ومنه ايضا
وكما تعوذ سمى سرًّا فى اول كل ركعة ولو جهرية آه وفى رد المختار
قوله سمى اول كل ركعة قال فى الكفاية عن المجتبى والتامين

انه لا یجهر بها فی الصلوۃ عندنا خلافا للشافعی و فی خارج الصلوۃ اختلاف الروایات والمشائخ فی التعوذ والتسمیۃ قیل یخفی التعوذ دون التسمیۃ والصحیح انه یتخیر فیهما ولکن یتبع امامه من القراء وهم یجهرون بها الا حمزۃ فانه یخفیها آه ورأیت هذا النقل فی اتحاف البشر فی القراءت الاربعة عشر ونصه ویستحب الجهر بها عند الجمیع الا ما صح من اخفائها من روایه المسیبی عن نافع ولحمزه وجهان الاخفاء مطلقا والجهر اول الفاتحة فقط والمراد بالاخفاء الاسرار کما صوب فی النشر ومحل الجهر حیث یجهر بالقرأۃ اسر الاستعاذۃ فان اسر القراءۃ صح لانها تابعة وهذا فی غیر الصلوۃ اما فیها فالمختار الاسرار مطلقا آه ومثله فی شرح الشاطبیة واللہ الموفق

نمقه الفقیر الی عفو ربه القدیر عثمان بن عبد السلام داغستانی مفتی المدینة المنورۃ الحنفی عفی عنه

مہر مفتی مدینہ منورہ | عثمان بن عبد السلام داغستانی

ترجمہ جواب مفتی مدینہ منورہ

اللہ تعالے جل شانہ سے مدد اور توفیق طلب کرکے اور اس کی حمد وثنا کے بعد لکھتا ہوں اس مقلد نے اپنے گمان کے موافق جو اس خلاف کی رعایت رکھی ہے اس باعث سے وہ مرتکب ایسے امر کا ہوا کہ وہ نماز ترا ویح بیں بھی اس کے مذہب میں مکروہ ہے اس لئے کہ پکار کر بسم اللہ کا پڑھنا ہر نماز میں ہمارے نزدیک مکروہ ہے اور اس کا آہستہ پڑھنا مسنون ہے اور اس لئے کہ دربیں لامس ذکر وامراءۃ جس کا مطلب یہ ہے کہ عضو تناسل اور عورت کے ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اس قول کی شرح میں یہ لکھا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ وضو کرلے خاص کر امام کے لئے تاکہ خلاف سے نکل جاوے

لیکن خلاف سے نکلنے کی شرط یہ ہے کہ وہ ایسا امر نہ ہو جو اُس کے مذہب میں اُس کا کرنا مکروہ ہو اور رد المختار میں اس قول کی شرح میں جس کا ترجمہ یہ ہے (کہ مستحب ہے وضو کر لینا) لکھا ہے کہ استحباب کے مراتب مختلف ہیں۔ باعتبار قوۃ اور ضعف دلیل مخالف کے اور اس نے جو کہا کہ خلاف سے نکلنے کی یہ شرط ہے کہ وہ امر اس کے مذہب میں مکروہ نہ ہو اس سے یہی غرض ہے کہ اپنے مذہب کی رعایت رکھنی چاہیئے ہر مسئلہ میں پھر کہا اس نے کہ رہی یہ بات کہ مکروہ سے یہاں کیا مراد ہے عام یا خاص سو اس میں طحطاوی نے توقف کیا ہے اور ظاہراً عام ہی معلوم ہوتا ہے جو شامل ہے تنزیہی اور تحریمی کو چنانچہ اندھیری فجر میں صبح کی نماز پڑھنا سنت ہے امام شافعی کے نزدیک اور ہمارے یہاں روشنی فجر میں افضل ہے پس ایسی جگہ رعایت خلاف کی مستحب نہیں ہے اور جیسا کہ شک کے دن روزہ رکھنا ہمارے مذہب میں افضل ہے اور امام شافعی کے یہاں حرام اور کوئی قائل نہیں ہوا اس بات کا کہ روزہ نہ رکھنا مستحب ہو اس خلاف کی جہت سے اور جیسا کہ اعتماد اور جلسہ استراحت ہمارے نزدیک ان کا نہ کرنا سنت ہے اور اگر کر بھی لیا تو کچھ ایسا حرج نہیں کیونکہ مکروہ تنزیہی ہے باوجود اس کے کہ یہ دونوں فعل امام شافعی کے یہاں سنت ہیں اور در المختار میں ہے کہ سنت کے ترک سے نماز میں فساد لازم نہیں آتا اور نہ سجدہ سہو کا بلکہ اسائۃ یعنی برائی لازم آتی ہے اور فقہا کہتے ہیں کہ اسائۃ کراہت سے کم مرتبہ رکھتی ہے اس کی تصریح تحقیق میں اور تقریر اکملی میں (جو کتاب اصول کی ہے،) موجود ہے لیکن شرح منار میں ابن نجیم سے تصریح کی ہے کہ اسائۃ کراہت سے بڑھ کر ہے اور یہی اس جگہ مناسب ہے اس لئے کہ تحریر میں لکھا ہے کہ تارک سنت اسائۃ کا مستحق ہے یعنی گمراہی اور ملامت کا اور تلویح میں ہے کہ سنت مؤکدہ کا چھوڑنا حرام کے قریب ہے اور بعض نے اس طرح توفیق دی ہے کہ ان فقہا کی مراد کراہت تحریمیہ ہے اور شرح منار میں

کراہت تنزیہیہ پس اسائۃ مکروہ تحریمی سے کم ہے اور مکروہ تنزیہی سے زیادہ
اور درمختار اور اس کے متن میں نماز کے بیان میں لکھا ہے کہ سنتیں نماز کی
ہاتھ اٹھانا واسطے تکبیر تحریمہ کے یہاں تک کہ کہا سبحانک اللھم پڑھنا اور اعوذ
اور بسم اللہ پڑھنا اور آمین وکونھن سراً یعنے ان چاروں کو آہستہ کہنا
سنت ہے کہا ردالمختار میں کہ کیا سراً کو خبر واسطے کون محذوف کے تاکہ یہ
فائدہ حاصل ہو کہ آہستہ ہونا علیحدہ ایک سنت ہے اور درمختار میں فروع
بیان کی ہیں کہ مکروہ ہے گوٹ مارنا یہاں تک کہ کہا اور ترک ہر سنت اور
مستحب کا مکروہ ہے اور درمختار اور اس کے متن میں یہ بھی لکھا ہے جیسا کہ
اعوذ آہستہ پڑھے بسم اللہ کو بھی آہستہ پڑھے ہر رکعت کے اول میں چاہے
نماز جہریہ ہی ہو اور ردالمختار میں اسی بارہ میں لکھا ہے کہ کہا کفایہ میں روایت
کر کے مجتبیٰ سے اور آٹھویں یہ ہے کہ بسم اللہ نماز میں پکار کے نہ پڑھے
ہمارے نزدیک اور امام شافعی کے نزدیک پکار کے پڑھے اور اعوذ اور بسم اللہ
پڑھنے میں خارج نماز کے مختلف روایات اور مختلف اقوال مشائخ کے ہیں
بعض نے کہا کہ اعوذ کو آہستہ پڑھے نہ بسم اللہ کو اور صحیح یہ ہے کہ ان دونوں
میں خارج نماز کے اختیار ہے چاہے آہستہ پڑھے خواہ پکار کے لیکن یہاں پر
اتباع کرے اس امام کا قراء میں سے جس کی قرأت پڑھتا ہو اور وہ قراء پکار کے
پڑھتے ہیں بسم اللہ کو سوائے امام حمزہ کے کہ وہ آہستہ پڑھتے ہیں اور دیکھا
میں نے اس نقل کو کتاب اتحاف البشر فی القراءات الاربعۃ عشر میں اور اس میں
ہے کہ سب کے نزدیک بسم اللہ کا پکار کر پڑھنا مستحب ہے مگر وہ کہ صحیح ہو بروایت
مسیبی کے نافع سے کہ اس کو آہستہ پڑھے اور امام حمزہ کے نزدیک دو وجہ ہیں
ایک یہ کہ سب جگہ اخفا کرے دوسرے یہ کہ صرف سورہ فاتحہ کے اول میں پکار کر
پڑھے اور مراد اخفا سے آہستہ پڑھنا ہے جیسا کہ صواب کہا اسکو نشر میں اور پکار کر
پڑھنے کا موقع جب ہے جب قرأت پکار کے پڑھے پس اگر قرأت آہستہ کی تو

اعوذ اور بسم اللہ بھی آہستہ پڑھے کیونکہ یہ قرأت کی تابع ہے اور یہ حکم خارج نماز کے ہے مگر نماز میں مختار یہی ہے کہ آہستہ پڑھے خواہ نماز جہریہ ہو یا سریہ اور ایسا ہی شرح شاطبی میں مذکور ہے اور اللہ تعالے صواب کی توفیق دینے والا ہے انتہی

جواب مفتی مکہ معظمہ

الحمد لمن هو به حقيق، ومنه استمد العون والتوفيق، لا يخفى ما فى حجة هذا البعض الذى سلك هذا المسلك من النظر الظاهر الذى يدركه بعض الطلبة فضلا عن الفقيه الماهر وذلك لان الجهر والاسرار بالبسملة فى الصلوٰة حكم فقهى يحتاج فيه الى ما نص عليه الفقهاء لا الى ما ذهب اليه القراء فالبعض المذكور مرد ود عليه مقاله فى معرض جداله ففى الفقه نقلد الفقهاء فيقال له الاسرار بالبسملة فى الصلوٰة عند ارادة الختم على قراءة المبسملين وعدمها مسنون عند الفقهاء والزوم الجهر بها عند ارادة الختم على قراءة المبسملين دعوٰى بلا دليل والتعليل بان المقصود القراءة فاسد عليل اذ المقصود الصلوٰة على كل حال وبالجملة فدليل البعض المذكور غير تام التقريب لانه لا يستلزم المطلوب وقوله فالاولى الخ حكم باولوية الجهر عند الارادة المذكورة ببادى الرأى لم يستند فيه الى نص من الفقهاء ولا نقل عن القراء اذ القائلون بالجهر بالبسملة عند كل سورة لا يلزمهم ان يقولوا بالجهر بها فى الصلوٰة ايضا عند الارادة المذكورة كما ادعاه البعض فالحق ما عليه اكثر علماء الهند والله سبحانه اعلم امر برقمه خادم الشريعة راجى اللطف الخفى محمد بن صالح بن

المرحوم صدیق کمال الحنفی مفتی المکۃ المکرمۃ حالا۔

محمد صالح بن کمال

ترجمہ جواب مفتی مکہ معظمہ

مفتی مکہ معظمہ

خدا تعالیٰ جو حمد کا مستحق ہے اس کی حمد کے بعد اس سے مدد اور توفیق مانگ کر لکھتا ہوں اس میں بعض نے جو یہ طریقہ اختیار کیا ہے (یعنے ہر سورۃ کے اوّل تراویح میں جہر کرنا حسب قرأت مبسملین کے) اس میں جو اعتراض ہے وہ پوشیدہ نہیں ہے جس کو عالم ماہر درکنار بعض طالب علم بھی جان سکتے ہیں کیونکہ بسم اللہ کو آہستہ یا پکار کے پڑھنا نماز میں فقہ کا مسئلہ ہے اسمیں فقہا کی تصریح ہونی چاہیئے نہ مذہب قراء کی پس اس لئے بعض کی تقریر جھگڑنے کے وقت اس کے منھ پر ماری جاتی ہے کہتا ہے کہ ہم فقہ میں فقہا کی تقلید کرتے ہیں تو کہا جاوے گا اُس سے کہ بسم اللہ کو آہستہ پڑھنا نماز میں ختم قرآن کے وقت تراویح میں خواہ بموجب قرأت مبسملین کے ہو یا غیر مبسملین کے فقہا کے نزدیک مسنون ہے اور قرأت مبسملین کے موافق جہر کرنے کا التزام کرنا بقصد ختم تام کے دعوٰی بلا دلیل اور یہ علت بیان کرنی کہ اس وقت میں قرأت مقصود ہے فاسد نادرست ہے اس واسطے کہ ہر وقت میں نماز مقصود ہے حاصل کلام کا یہ ہے کہ اس میں بعض کی دلیل غیر تام ہے اس سے نتیجہ نہیں حاصل ہوتا اور یہ جو اس نے کہا کہ اولیٰ ہے قاری کو پکار کر پڑھنا بسم اللہ کا سو یہ حکم ظاہری عقل سے کیا ہے نہ اس میں فقہا سے کوئی نص بیان کی اور نہ قراء سے کوئی نقل اس واسطے کہ جو قراء جہر کے قائل ہیں ہر ایک سورۃ کے اول میں ان کو لازم نہیں آتا کہ نماز کے اندر بھی جہر کیا کریں بوقت قصد ختم کامل کے جس طرح کہ وہ بعض دعوٰی کرتا ہے پس ٹھیک اور درست وہ ہے جو اکثر علماء ہند کا قول ہے اور اللہ تعالےٰ لا خوب جانتا ہے فقط ۱۲

تقریظ از عالم ادیب فاضل طبیب علامہ
نامی مولوی محمد سعید شامی مدفیضہ

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبى بعده اما بعد فانى قد سرحت طرف الطرف فى صفحات حديقة سبتان الاذهان وامعنت ناظر القلب فى نتيجة مضمار البيان اعنى الرسالة التى الفها مولانا الشيخ عبد الله الهندى الكرنالى الحنفى مذهبا وفقه مولاه لما يحب ويرضاه وحفظه فى اولاه واخراه فى اثبات عدم الجهر بالبسملة فى كل صلوة من الصلوات المتعددة فى خمس اوقات خصوصا صلوة التراويح التى فاقت على كل التسابيح عند ائمتنا ومقلدينا الفقهاء الحنفية السادات ومن افقههم من الفحول الذين رفعت لهم بالعلم الرايات ووردت عنهم فى ذلك الروايات الحاملون لواء هذا الشان والسابقون قصبة رهان هذا الميدان رضى الله تبارك وتعالى عنهم ومتبعيهم ومقلديهم الى يوم ترفع فيها التعلقات وتظهر فيها الزلات فوجدتها حديقة قد اينعت منها الاثمار وبديعة قد انقضت منها الازرار واميط عنها الازار وروضة قد ابدعت بالازهار جامعة فاما تشتت من افراد غرر الفوائد وحاوية لما تفرق من درر الفرائد وسفينة مملوءة باقوال الائمة المجتهدين الذين هم حماة هذا الدين المتبعين بالاقوال والافعال والمعتبرين بالتفصيل والاجمال باوجز عبارة والطف اشارة خالية عن الايجاز والاطناب والافحاش والارتياب فلله دره من المعى قد اقر الانام بفضله ولو زعى لم يسمع الزمان بمثله شعر

ھیہات ان یاتی الزمان بمثلہ ان الزمان بمثلہ لبخیل

فلقد ابدام واجاد وبالغ وافاد فشکر اللہ تعالیٰ فعلہ وزاد فضلہ ولابرح فی البرح حاسدہ ولازال فی الزلل والترح باغضوہ شعر

حسدوا الفتی اذلم ینالوا سعیہ ۔ فالقوم اعداء لہ وخصوم ۔ والسلام فقط

تحریر الفقیر سید محمد سعید العربی الشامی الرفاعی الازہری خادم العلم الشریف عفی اللہ عنہ والمسلمین آمین فقط ۔

عبد الحمید عفی عنہ ابن مہرداد

اللھم الھمنا الحق والصواب ما اجاب بہ مفتی الاحناف ہو الصواب واللہ الموفق ۔

ما افتی بہ مفتی الاحناف بمکۃ المحمیۃ من ان الحق مع اکثر علماء الہند فی امر الجہر بالبسملۃ فہو عین الصواب

(مہر: محمد رحمت اللہ ۱۲۹۳)

مسئلہ ہذا کی تحقیق اور شواہد علماء سلف اور حال سے تمام ہوئی اور سابق ازیں عرصہ ہوا ایک فتوی بدیں مضمون کہ ختم تراویح میں کل ایک جگہ بسم اللہ جہر کے ساتھ ضرور پڑھنی چاہیے مع دیگر مسئلہ کے مواہیر علما مشاہیر دہلی ولکھنؤ سے مزین ہوکر مطبع ہوچکا ہے اس میں سے خاص بسم اللہ کا مسئلہ ملتقط کرکے واسطے ہدیۂ ناظرین کے پیش کرتا ہوں ملاحظہ ہو۔ وہو ہذا

نقل استفتاء متعلق نماز تراویح

از علماء دہلی ولکھنؤ وغیرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً ومصلیاً کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ میں کہ تمام ختم قرآن مجید میں بیچ نماز تراویح کے ایک بار کسی جگہ سوائے سورہ نمل کے بسم اللہ الرحمن الرحیم بآواز بلند پڑھنا مذہب حنفیہ میں چاہیے یا نہ بینوا مستندین بالکتاب توجروا عند اللہ بحسن المآب ہو العلیم۔

جواب

تمام ختم قرآن مجید میں بیچ نماز تراویح کے شروع کسی سورۃ پر ایک بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پکار کے ضرور پڑھنا چاہیے تا قرارت وسماعت ختم کامل کی حاصل ہو اس واسطے کہ مذہب حنفی میں بسملہ ایک آیت اور جزو قرآن ہے اگرچہ جزو کسی سورۃ کا نہیں ہے سوائے اس آیت بسملہ کے جو سورہ نمل میں واقع ہے کہ وہ جزو اُس سورۃ کا بالاتفاق ہے تفسیر مظہری میں ہے ۔ والحق انہا من القرآن انزلت للفصل و فی حاشیۃ العصام علی انوار التنزیل قولہ بین الدفتین کلام الخ اشارۃ الی ان ما اشتہر من مذاھب الحنفیۃ من انہا لیست من القران لیس بمعتبر و فی الدر المختار وھی اٰیۃٌ واحدۃٌ من القرآن کلہ انزلت للفصل بین السور فما فی النمل بعض اٰیۃ اجماعا ولیست من الفاتحۃ ولا من کل سورۃ و فی العالمگیریۃ وھی من القراٰن اٰیۃ انزلت للفصل بین السور و فی المسلم البسملۃ من القرآن ولیست جزو سورۃ منہ فیقرأ فی الختم مرۃً و فی شرح البحر العلوم علی ھذا ینبغی ان یقرأھا فی التراویح بالجھر مرۃ ولا تتادی الختم دونہا انتھی ملتقطاً۔

ترجمہ اور حق یہ ہے کہ بسم اللہ قرآن میں سے ہے فصل کے واسطے نازل ہوئی ہے اور انوار التنزیل کے حاشیہ عصام میں ہے قولہ "بین الدفتین" کلام الخ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حنفیوں کا جو مذہب مشہور ہے کہ وہ قرآن میں سے نہیں ہے یہ معتبر نہیں ہے اور درمختار میں ہے کہ یہ کل ایک آیت ہے قرآن کی سورتوں کا فاصلہ ظاہر کرنے کے واسطے نازل ہوئی ہے اور جو کہ سورۂ نمل میں ہے پوری آیت نہیں ہے بلکہ آیت کا جزو ہے بالاجماع اور فاتحہ کا یا کسی سورۃ کا جزو نہیں ہے اور فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے کہ بسم اللہ

قرآن کی ایک آیت ہے سورتوں میں فاصلہ کرنے کے واسطے نازل ہوئی ہے اور مسلم الثبوت میں ہے کہ بسم اللہ قرآن میں سے ہے اور کسی سورت کا جزو نہیں ہے تو تمام ختم میں ایک بار پڑھنی چاہئے اور بحر العلوم نے مسلم الثبوت کی شرح میں لکھا ہے کہ اس بنا پر لازم ہے کہ تراویح میں ایک بار پکار کے پڑھنا چاہئے اور بدون ایک بار پکار کے پڑھنے کے ختم کامل کا ثواب نہ ہوگا۔ کتبہ العبد الراجی الی رحمۃ ربہ القوی محمد عبد الغفار الکھنوی عفی عنہ۔

محمد عبد الغفار ۱۲۹۰ھ

من اجاب فقد اتی بالصواب والعلم الاتم عند من عندہ ام الکتاب حررہ العبد الخامل محمد عادل عاملہ اللہ سبحانہ بفضلہ الشامل واصلح حالہ فی العاجل والآجل۔

المجیب مصیب نمقہ حسین علی فتحپوری۔

اصاب من اجاب حررہ العبد المفتقر الی ربہ القدیر محمد امیر عفی عنہ

المجیب المفید مصیب مجید کتبہ عبد اللہ الحسینی الواسطی البلگرامی عاملہ اللہ بلطفہ العمیم السامی۔

ہو الموفق فی الواقع تسمیہ نزد حنفیہ بر قول اصح آیت مفردہ از قرآن است نہ جزو کدام سورۃ سوائے نمل پس خواندنش یکبار در تمام قرآن بر سر ہر کدام سورۃ در ختم تراویح جہراً ضرور نیست در برہان شرح مواہب الرحمن ولا نعدھا ای التسمیۃ نحن ومالک من اول کل سورۃ کما عدھا الشافعی۔ فھی آیۃ من القرآن انزلت للفصل بین السور علی الاصح۔

ترجمہ ہم اور امام مالک بسملہ کو ہر ایک سورۃ کے اول شمار نہیں کرتے جس طرح امام شافعی نے شمار کیا ہے تو یہ ایک آیت ہے قرآن میں سے بموجب اصح مذہب کے سورتوں کے فصل کے واسطے نازل ہوئی ہے ۱۲ و مولانا نظام الدین قدس سرہ در فوائد عظمی شرح مسلم الثبوت میفرمایند "البسملۃ آیۃ مفردۃ من القرآن ولیست منہ متکررۃ کقولہ تعالیٰ فبای الاء

ربکما تکذبان وغیرہ وفی شرح تحریر الاصول لابن الہمام فیلزم قراءتہا فی مفتتح سورۃ ما انتہی" ترجمہ بسم اللہ ایک آیت قرآن کی ہے اور مثل فبای الاء ربکما تکذبان وغیرہ کے مکرر نہیں ہے اور ابن ہمام کی شرح تحریر الاصول میں ہے تو اس کو کسی ایک سورۃ کے اول میں پڑھنا لازم ہے

کتبہ العبد المذنب الاواہ محمد سعد اللہ عفی عنہ | خادم شریعت رسول اللہ قاضی و مفتی محمد سعد اللہ ۱۲۷۸ھ

ان ہذا الجواب قرین بالحق والصواب

نمقہ العبد المذنب الاواب محمد لطف اللہ | محمد لطف اللہ ۱۲۶۵ھ | الجواب صحیح والرای

صحیح حررہ العبد المعتصم بحبل اللہ القوی | ظہور الحق ۱۲۷۸ھ | محمد شریف حسن ۱۲۱۳ھ مدرس | غلام نبی مدرس

محمد عبد الغنی مدرس | محمد مظہر علی عفی عنہ | محمد مظہر علی | محمد نور النبی ۱۲۸۱ھ

محمد حبیب اللہ ۱۲۶۴ھ | سید محمد نذیر حسین ۱۲۸۱ھ | حسبنا اللہ بس حفیظ اللہ ۱۲۸۱ھ

ہذا الجواب صحیح لاریب فیہ | محمد قطب الدین ۱۲۷۴ھ | روایات فتوی صحیح ہیں | فقیر خواجہ ضیاء الدین احمد

اللہ بس

محمد صدیق محمد ۱۲۷۴ھ
اسد
شکر ہمیں بس

نحمد اللہ وحدہ عز شانہ

ما افتی بہ شیخنا الاسلام بالمدینۃ المنورۃ وبلد اللہ الحرام ہو الحق والصواب وفیہ المقنع لمن کان لدیہ قبول للحق وسمع فلا حاجۃ الی تکرار النصوص فی الطروس ولا عطر بعد عروس قالہ بفمہ ورقمہ بقلمہ الفقیر الی مولاہ حسن عرب المدرس والامام بالمسجد الحرام کان اللہ لہ علی الدوام آمین آمین آمین | عرب حسن عفی عنہ | مہر مولانا حسن عرب امام مسجد بیت الحرام

سوال چہ می فرمایند علماء دین درین باب کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ قرارت کدام یکے از قراء میخواند۔ بینوا توجروا۔

الجواب در خیرات الحسان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان للشیخ الاجل احمد بن حجر المکی رحمۃ اللہ علیہ در فصل التاسع والعشرون فی سندہ فی القراءۃ مذکور است جاء فی عدۃ طرق انہ اخذ القرأت من الامام عاصم احد القراء السبعۃ انتہی بحروفہ و در کتاب عقود الجمان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان للامام زین الدین الشیخ محمد بن یوسف الدمشقی المتوفی سنۃ سبع واربعین وتسعمائۃ در الباب الثانی والعشرون مسطور است قد ورد من عدۃ طرق ان الامام ابا حنیفۃ اخذ القراءۃ عن عاصم بن ابی النجود احد القراء السبعۃ انتہت بحروفہ۔ رقمہ محمد عبد الحق عفی عنہ مقیم

میں کہتا ہوں جبکہ امام اعظم رحمۃ اللہ نے امام عاصم سے قرأت سیکھی اور باوجود اس کے اُن پر لازم نہ ہوا کہ بسم اللہ کو سورتوں کا جزو سمجھتے یا نماز میں جہر کرتے تو اُن کے مقلدین کے ذمہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ بسم اللہ کو سورتوں کا جزو سمجھیں یا تراویح میں بسم اللہ کا جہر کریں واللہ اعلم فقط کتبہ عبد اللہ عفی عنہ

التماس حضرات ناظرین با انصاف آپ کو سبب طبع کتاب اور رسالہ ہذا کو ملاحظہ کرنے سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ جب تک یہاں اس مسئلہ میں غلو نہیں ہوا تب تک میں نے تحریر نہیں کیا اور جب تک میاں اکرام حسین نے میرے ذمہ اتہام اور بہتان لگا کر اپنا رسالہ شائع نہیں کیا تب تک میں نے اس کو طبع نہیں کرایا وہ مجھکو بالکل مانع اور منکر بسم اللہ کا بتاکر جا بجا شیعوں کی طرح تبرا کرتا ہے اور اسی مضمون کا استفتاء علماء سے میری نسبت طلب کرتا ہے حالانکہ یہ اُس کا بہتان ہے چنانچہ رسالہ ہذا کے ملاحظہ سے آپ کو واضح ہو گیا ہوگا اور چونکہ میری غرض کسی صاحب سے مناظرہ کرنے کی نہیں ہے تو میں نہیں چاہتا کہ کوئی صاحب اس کا جواب تحریر فرماویں اور مجھ سے جواب الجواب کے خواستگار ہوں بلکہ اگر پسند خاطر آوے تو دعاء خیر سے یاد فرماویں والا نہ جو کچھ اُن کی تحقیق میں آوے اس پر عمل کریں مجھ کو اُن سے کچھ تعرض نہیں ہے اور جو کسی صاحب کی طبیعت خواہ مخواہ جواب کی طرف متوجہ ہو تو ان کو لازم ہے کہ امور مفصلہ ذیل کے

پابند ہو کر جواب لکھیں۔

(۱) خلاف تہذیب کے یا ہجو آمیز کوئی کلمہ تحریر نہ فرماویں والا نہ عقلاء کے نزدیک یہ دلیل انکی عجز اور کینہ دری کی ہوگی اور میرے ذمہ اس کا جواب نہ ہوگا۔

(۲) جو دلائل پیش کریں اسمیں دلالت صریح جہر بسملہ فی الصلوٰۃ کی ہو کیونکہ خارج عن الصلوٰۃ ہمارا مبحوث عنہ نہیں۔

(۳) کتب فقہ و حدیث و قرأت و آثار و آیات سے اپنے دعویٰ کا ثبوت دیں محض دعوی بلا دلیل یا با تقلید بلا تحقیق مسموع نہ ہوگی۔

(۴) جو دلائل بسملہ فی الصلوٰۃ کے بیان کریں اسمیں تصریح جہر کی ہونی چاہیے کیونکہ سرا پڑھنے میں ہمکو اختلاف نہیں ہے

(۵) جو دلائل جہر بسملہ فی الصلوٰۃ کے ہیں اسمیں خصوصیت تراویح کی ہونی چاہیے کیونکہ جو صاحب دیگر صلوات میں بھی جہر کرتے ہیں اس رسالہ میں ان سے کچھ تعرض نہیں ہے۔

(۶) باوجود جہر فی التراویح کے یہ ثابت کرنا چاہیئے کہ سورۂ فاتحہ جو ہر رکعت میں مکرر آتی ہے اس کے اول میں جہر نہ کرے کیونکہ مخالف کا عمل اسی طرح ہے۔

(۷) باوجود امور مفصلہ بالا کے ثبوت جزویت بسملہ کا تواتر سے کریں کیونکہ بدون اسکے یہ مسئلہ معرکۃ آلآرا نہیں بنتا غایت مافی الباب اولویت اور کراہت و اسائۃ میں نزاع ہوگا اور وہ قابل بحث نہیں ہے۔

اعلان میاں اکرام حسین نے ہمارے رسالہ کے طبع ہونے پر اپنے رسالہ اظہار الہدیٰ کی کچھ غلطیونکی اصلاح بعض طلبہ سے کرالی اور بعض علماء سے کچھ اجمالی سوال کر کے اسکے منضم کردیئے جسمیں ان کے مطلب کی تصریح نہیں ہے اور بعض جگہ کچھ عبارت انکے دستخطوں کیساتھ بڑھا کر اپنے مطلب کیموافق کر لئے ہیں ان کا دعویٰ بلا دلیل اور اختلاف کلام دلالت کرتا ہے کہ وہ علماء کا کلام نہیں ہے اگر وہ اپنے دعوی میں صادق ہیں تو یہ پابندی امور بالا شتواہر لا دین جیسا کہ ہمنے اپنے رسالہ میں انکی اعداد کو اسی تفصیل سے ثابت کر دیا ہے اور غیث النفع اور شاطبی اور اسکی شرح ملا علی قاری وغیرہ کتب قرارت میں جو قرائۃ بسملین کیطرف سے ابتداء سورتوں میں بسم اللہ کا پڑھنا بیان کیا ہے وہ ذکر خارج صلوٰۃ کا ہے اس سے ہرگز لازم نہیں آتا کہ صلوٰۃ تراویح میں جہر کیا جاوے چنانچہ مفتی مدینہ منورہ نے اتحاف البشر اور شرح شاطبی سے اسکی تصریح نقل کری اور مفتی مکہ معظمہ نے بہت قوت سے اسکی تائید کی واللہ یہدی من یشاء وما علینا الا البلاغ وصلی اللہ تعالے علی سیدنا



*Whatsapp:03353898698